

دليل

الطريق إلى...

الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...
الطريق إلى...



عقلمندان اور تعلیمات کو سمجھنے کیلئے کتاب کے کتب خانہ میں سے چند ایک مختارات پر اقتباسات استعارہ نام کیلئے پیش کرتے ہیں۔
 مدحت مصطفیٰ ﷺ

حضور رسالت مآب ﷺ کے ساتھ اول و جان سے محبت کرنا اور آپ ﷺ کو یاد دہانہ سے یاد کرنا پابان کائنات کی عادت ہے۔ آپ ﷺ ساری کائنات کیلئے رحمت ہیں اور انسانیت کے عین معلم ہیں۔ یہاں کوئی مسلمان ہے جس کی تمام تر عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز و محور سرور کو نہیں۔ اور پھر جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس نہ ہو۔ حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب ﷺ کی نسبت نے عین میں شیخ فرید بخاری طبرستان کے نام اپنے مکتوب نمبر ۷۷ میں چند تمثیلی کلمات کے بعد یوں رقمطراز ہیں۔

”کچھ میں نہیں آتا کہ گمراہی نامہ کے جواب میں یہ بے پرواہان کو تاہم کیا لکھے بجز اس کے کہ چند با اثر و متقول فقرے۔ آپ کے ہندو بزرگوار خیر العرب و اہل اہم، نبی اکرم ﷺ کے فضائل و احادیث میں رقم کر دے اور اس سعادت نامہ کو اپنے لئے وسیلہ نجات اخروی بنائے۔ اس توصیف و منقبت کی برکت سے خود میرا کلام کاملی تعریف بن جائے۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

ما ان مدحت محمداً سبق لہی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

اب منقبت حضور اکرم ﷺ لکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے لغزش سے محفوظ رکھے اور تک تقویٰ عطا فرمائے۔

”چونکہ حضرت محمد ﷺ تمام اولاد و اہل علیہ السلام کے سردار ہیں، اور قیامت میں تمام انبیاء و کرام کے مقابلے میں آپ ﷺ کے نصیبین زیادہ تعداد میں ہوں گے۔ آپ ﷺ اللہ کے نزدیک تمام اولین و آخرین میں محرم و معظم ہیں۔ قیامت قائم ہونے پر سب سے پہلے آپ ﷺ ہی اپنی مرضہ مبارک سے اٹھیں گے۔ آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور آپ ﷺ کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ جنت کا دروازہ کھولیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو آپ ﷺ کیلئے کوئے کا۔ قیامت میں آپ ﷺ کوئے کوئے کو اٹھائے ہوئے ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب اس جنت کے نیچے ہوں گے۔ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ میں اور میری امت غیور کے لحاظ سے آخر میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ یہ بات میں آخر سے نہیں کہتا (بلکہ حقیت صحت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے انعام کا اعکاس کرتا ہوں) میں اللہ کا محبوب ہوں، میں مسلمان و انبیاء کا قائد ہوں اور یہ بات بھی میں نے فرمائی نہیں کہ میں سلسلہ انبیاء کا ختم کرنے والا آخری نبی ہوں۔ اس پر بھی اعتراض نہیں۔ میں محمد بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان سب سے بھر میں پیدا کیا، پھر اس مخلوق کو در حصوں ۷۰ میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بھر میں پیدا کیا پھر اہل قلم کے لئے تو بھر میں تقسیم کیا، پھر اس قلم کی شاخیں ان میں تقسیم تو ہوں میں سے مجھے بھر میں پیدا کیا۔ جس خدو سے نفس اور ظہر قبیلہ بیت میں سب سے بھر ہوں۔ قیامت میں سب سے پہلے قلم سے برآمد ہونے والا میں ہی ہوں گا۔ جب لوگ درگاہ خداوندی میں آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ جب وہ کلام نہ کر سکیں گے تو میں کام کرنے والا ہوں گا اور جس وقت تمام لوگ میرا محضر میں پریشان و کج ہونے لگے ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا۔ جب وہ پامید ہو جائیں گے میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔ اس دن کرامت و بزرگی اور تکیہ ہائے جنت میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ گناہ حق کا جہنم میرے ہاتھ میں ہوگا کہ قرب خدا میں تمام فرزندان آدم میں میں گمراہی ترین ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام انبیاء و خطیب انبیاء اور صاحب شفاعت ہوں گا اور ان سب خصوصیات پر مجھے کچھ بھی اعتراض نہیں ہے (بلکہ صرف اعکاسِ حق کیلئے کہہ رہا ہوں)“

آپ کے بڑے عقلمندان اور میں ایک گروہ ایسا ہے کہ جس کے سامنے رسالت مآب ﷺ کی تعریف و توصیف کی جائے تو ان کی جینوں پر تہ جوں طے پڑ جاتے ہیں اور ان کا صحت باطن ان کے چروں سے بھی نمایاں ہو جاتا ہے جبکہ ان کا محوئی یہ ہے کہ وہ اہل حق سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کے وہی وارث و بطریق دار ہیں۔ تم ہمارے اہم یہ کہ اپنی یاد فکر کا تادہ حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ پر امر سے بھی مجزاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی تعریف میں مصنف عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ”سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بطریق سے اس باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ وہ کیسی کنی شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یا ہمارے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا کورہ پہنچے اور سے پیدا فرمایا۔ پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی شہادت کے موافق جہاں اس نے پیدا کرنا ہوا۔ اس وقت نہ نور تھی نہ ظلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ فرشتے تھے نہ آسمان نہ زمین تھی نہ سورج نہ چاند جس نہ انسان۔۔۔۔۔۔“ (الآل و افراد رسول اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف میں جب کوئی روایت بیان کی جاتی ہے

تو رسالہ اللہ تعالیٰ کی کریم ہدایت سے ان کے فطری رجحان کا اظہار ہیوں ہوتا ہے کہ ان روایات کو کبھی ضعیف قرار دینا دیتے ہیں صرف اس لئے کہ اس میں دوسرے خلیفہ کا نکاح حضور رسالت مآب ﷺ کی شان و عظمت کا بگاڑ ہو رہا ہے۔ امام ربانی علیہ الرحمہ نے سید فاضل بخاری کے عام اپنے مکتوب میں سرورہ نکاحات ﷺ کی نفی بیان کرتے ہوئے اسی حدیث کو موضوع بحث بنا کر جہاں ایک طرف رسول کریم ﷺ سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کر دیا ہے وہاں دوسری جانب بدعت خاندان و قرعہ کے حامل خرقوں کا رد بھی فرما دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

”وہ اصل نبی اکرم ﷺ ہر مسلمان کے فطری عالم ہیں۔ آپ ﷺ نہ ہوتے تو یکہ بھی نہ ہوتا اور نہ اللہ تعالیٰ (حق تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے) اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا۔ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام کا چاندی کا ٹکڑا ٹھیکس ہوا تھا۔“

امام کبیر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ سے کسی نے سوال کیا کہ اہل محبت کون ہیں؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا یہ دولت اللہ تعالیٰ نے اہلسنت و جماعت کے حصہ میں رکھی ہے۔ لہذا اہل محبت اہلسنت اہل ہیں اور اہلسنت ہی اہل محبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اہلسنت و جماعت پر یہ خصوصی کرم ہے کہ انہیں عقاب و عذاب و لعنہ و لعنت کی دولت سے نوازا ہے۔ اللہ رب العالمین کو وعدہ و اقرار ہے کہ حضور رسالت مآب ﷺ کا اللہ تعالیٰ کا حبیب، سید المرسلین، اور خاتم المرسلین، اسلام و قرآن کی حقانیت و صداقت، اہلسنت کی عظمت و شان، بھائیہ کرام کی بزرگی و کرامت پر ایمان لا کر آخرت کی دین اسلام کی خدمت کے سلسلہ میں کوشش و سعی اور صوفیہ کرام کے اخلاص پر مبنی جدوجہد کو سلام پیش کرنا اور ان سب سے محبت و عقیدت کو دین اسلام کی اصل جانا اہلسنت و جماعت کا ہی طرہ و امتیاز ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنی تعلیمات میں اسی فکر کو قوت دی اور پروان چڑھایا۔

محبت اہل بیت:

مجھے الشیعہ مسلمان حضور ﷺ کی آل یا اب سے محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اہلسنت پاک سے تعلق کو اپنے لئے آخری نہایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ مجھے الشیعہ مسلمان حضور ﷺ کی آل یا اب سے محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اہل بیت پاک سے تعلق کو اپنے لئے آخری نہایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اکبر بادشاہ کے دربار میں شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ منصب پر فائز تھے جو خانہ دار و رسول ﷺ سے نسبت رکھتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب تو واسطوں سے حضرت سید جلال الدین بخاری اور سرائی واسطوں سے حضور رسالت مآب ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ جب سید فاضل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب تحریر فرماتے ہیں تو آپ کی تحریر کے ایک ایک فقرہ سے محبت اہل بیت پاک مجھ کو محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ جب غزل بادشاہ اکبر کے دور میں اسلام کی تعلیمات کو کٹھن شدہ اسلام کی بے حسنی، اعلیٰ اقتدار کی اقتدار کی اور علماء و مشائخ اسلام کی تہلیل کی جارہی تھی تو امام ربانی رحمہ اللہ نے سربراہ العزیز بہت مضطرب ہوئے اور سید فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے مکتوب نمبر 48 میں تحریر فرماتے ہیں۔

”حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے دربار میں لوگوں کی شریعت اور انجام ملت قوت گیر اور ملحق نہ رہوں۔ (کاہا میں است و خیر الیہ ہر نفعاً“

”آج علماء اسلام کو اس زبردست طوفان کراہی میں یہ مہاجرت، اہل بیت غیر اہل بیت سے ہے۔ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”مَنْ مَلَاحِلَ مَعِيَ كَسَلَتْ سَعِيدَةُ فِرْعَوْنَ مِنْ دُونِهَا لَهَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ“ (جو میرے ساتھ لگاؤ کی باتوں کی بات کرے جو مجھ سے آگے نہ بڑھے اور میرا وہاں نہ ہو جس نے اس سے کٹھن ہو گیا)۔ آپ اپنی محبت، عالی کرامت اس جانب نکالیں کہ اس مصلحت عقلی (ادب، احسانیت، حق کی دولت) کو حاصل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے آپ کو باوجود اہل بدعت و شک سے ہٹ کر میرے آگے رکھ دینی کے ساتھ ساتھ قرآن و شریعت بھی آپ کے درپے ہو گئی تو آپ ویسے ہی لوگوں سے محبت، گوئے سہقت لے جانے کے۔“

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ عبادات کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فضیلت اور برکات و عطا فرمائی ہیں کہ ہم عقلی بھی ان کی تعریف بیان کریں کہ ہم سے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اہل بیت سے محبت، رخصتہ دلوں میں شامل رکھے۔ چنانچہ شیخ عبد الوہاب کی طرف اپنے مکتوب نمبر 56 میں تحریر فرماتے ہیں۔

”سادات کثیر البرکات کی پاک درگاہ و دین و دنیا کے سرور و ان کی جبریت یعنی جزو اور لا بد ہونے کے باعث اس سے بڑھ کر ہے کہ اس کی تعریف اور توصیف ہو سکے۔ ہاں اس کو اپنی عبادت کا وسیلہ بنا کر اس بارے میں جرات نہ کرے بلکہ اس وسیلہ سے اپنے آپ کی ستائش کرتا ہے۔ اور ان کی محبت کو جس کا ہمیں سامہ ہے ظاہر کرتا ہے۔ اللہم احملنا من فضلتهم بحرمت سید المرسلین علیہ و علی آلہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔“ (اللہ تو سید المرسلین کے فضائل ہمیں عبادت کے ساتھ محبت کرنے والوں میں سے بنا۔“

امام ربانیؒ کی اس سربراہی کے ساتھ سربراہی کے ساتھ ہی کسی مقام پر یہ بھی ضرور فرماتے ہیں کوئی بھی شخص اس وقت تک مقام ولایت کو نہیں پاسکتا جب تک اس کے اور کاکوئی سید آل رسال اس کی ولایت پر سر قیادت نہ کرے۔

مقام اہلسنت وجماعت:

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ العزیز کے نزدیک عقائد کی درستگی کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ جس طرح پہلے صحابہ اور پھر ورثہ اور شاہین پور بھلی باجیس طرح جسم کے اندر دل کی اہمیت ہے۔ لہذا عقیدہ و صحیح کی ماحد ہے اور افعال و عمل۔ ایک افعال اس وقت تک بے فائدہ ہیں جب تک کہ عقیدہ درست نہ ہو، چنانچہ آپ سید فرید بخاری علیہ الرحمہ کے نام اپنے مکتوب نمبر 193 میں رقمطراز ہیں۔

”الحاصل میں یہ کہ اگر کوئی سستی ہو جائے تو ممکن ہے بغیر تو یہ بھی معاف کر دیا جائے اور اگر موانع دیکھی ہو گا کہ 27 آثار کما بھوات ہوئی جائے گی۔ جس سب سے بڑا کام صحیح عقائد ہے۔ حضرت خواجہ حبیب اللہ اعجاز علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے اگر تمام احوال و مواہب ہم کو دیں اور ہماری حقیقت کو عقائد اہلسنت وجماعت کے ساتھ حرج نہ کریں تو اس کو ہم اپنے لیے غریبی و بربادی سمجھیں گے۔ لیکن اگر تمام غریبیاں ہمارے ساتھ جمع کر دیں اور ہماری حقیقت کو اہلسنت وجماعت سے توڑ دیں تو ہم کو کچھ خوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو طریقت و مہذبہ پر ثابت قدم رکھے۔ بحرمہ صید البشر“

دور حاضر کے بعض فقہاء حضرت جہاؒ قدس سرہ العزیز کی عقیدات سے آگاہ ہوتے ہوئے بڑی دھڑائی کے ساتھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی اہل سنت میں سے نہیں تھے، جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آئیے اسلام اور اسلام کا بار بار دہرائیں۔ پھر آپ نے اپنی بارگاہ میں یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ ہماری تعالیٰ اہل سنت وجماعت کے ساتھ کہ وہ تمام آخر میں اسی پر قائم نہ تھے۔ حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مکتوبات میں اپنے متبعین کو تسلسل کے ساتھ یہ تلقین فرماتے ہیں کہ وہ اہلسنت وجماعت کے علماء کرام کی کھڑی بات اور تعالیٰ کے مطابق زندگی بسر کریں اور انہیں کے عقائد کو بالکل صحیح سمجھیں۔ ان کے نزدیک آخری نبی تھا صرف اسی صورت میں جتنی ہے کہ جب موت اہلسنت وجماعت کے عقائد پر نفاذ ہونے سے آئے۔ آپ اپنے مکتوب نمبر 69 میں خان خانان کے نام تحریر فرماتے ہیں۔

”خاصہ کلام یہ ہے کہ نبیات کا طریقہ اہلسنت وجماعت کی متابعت میں ہے۔ اور افعال میں بھی، اصول میں بھی، مذہب میں بھی۔ اس لئے کہ یہ گروہی فرقہ فانی (نبیات پائے والا) ہے۔ دیگر فرقے معترض ذہل اور قرب ہلاک میں ہیں۔ آج کوئی چاہتے یا نہ چاہتے کلی و فرقہ فانی سے ایک جان لے گا مگر اس دن کاجانا کچھ نہیں نہ۔ گناہ اللہ نام کو آگاہ کر دے پہلے اس سے کہ موت ہمیں آگاہ کرے۔“

لہذا وہ جانور کو قذیح کی ادائیگی، قرآن مجسم کی تلاوت، ماہ صیام کے روزے، صدقہ و خیرات، دعا و عبادت، نماز و مساجد کی عبادت اور ان سے بچے دیگر شر و احوال صالحہ کے بغیر انفرادی برکات ہیں لیکن اگر عقیدہ و صالحانہ ہو تو یہ سارے کے سارے ایک افعال بھی اللہ کی بارگاہ میں پیش کئے نہ ہوتے۔ حضرت جہاؒ قدس سرہ العزیز احوال صالحہ کو اس وقت تک عقیدہ فخر اور قطع کھلی نہیں مانتے جب تک کہ عقائد اہلسنت وجماعت کے مطابق نہ ہوں۔ مرحوم داراب ابن خانہ ان کے نام اپنے مکتوب نمبر 79 میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ تمہاری تائید کرے اور تمہاری مدد فرمائے۔ انعام کرتے رہے گا۔ شکر ادا کرنا اس شخص پر جس پر انعام ہوا ہے عقائد و شرعاً و احباب سے اور یہ مسلم ہے کہ وہ جب فکر و اندازہ وصول نمونہ ہے۔ کچھ جتنی نعمت زیادہ ہوگی وہ دہد و غلبہ فکر بھی زیادہ ہوگا۔ تو مگر وہی جن کے درجہات کے فاضل نظر پر نسبت فقراء کے کی گنا فکر و غلبہ ہے۔ اسی غماہ پر اس امت کے فقراء و مالداروں سے پہنچے سو سال پہلے جہت میں جائیں گے۔ ہم حقیقی کا شکر ادا تو فرقہ فانی اہلسنت وجماعت کے صحیح عقائد کے اریجے ہو۔ دوسرے مجتہدین اہلسنت کی رائے کے مطابق انعام شرعیہ علیہ کو انعام دے کر، اور تیسرے صوفیہ اہلسنت کے طریقے سے تصدیق و تکرار کر کے۔ اس تیسرے دیکھو کہ وہ جو اہلسنتی ہے بر خلاف دوسری امتکان کے۔ اس لیے کہ اصل اسلام صحیح عقائد و راہی احوال ہی سے درست ہے، البتہ کمال اسلام و تکرار سے متعلق ہے اور جو اصل اہل ارکان اسلام کے خلاف ہو اگرچہ ریاضات شادہ اور عبادات شریعت کی جس سے کیوں نہ ہو داخل معصیت ہے، جس کو تم کو حرام ہے۔ سیدنا محمدی کریم ﷺ و صحابہ و ائمہ و شہداء لازم ہے۔“

مکتوب نمبر 193، نام سید فرید بخاریؒ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو صبر و یقین دو، جو اس کام کے مقابلہ میں اور اس سے بچانے میں جو آپ کیلئے ناز و پناہ۔ سب سے پہلی ضرورت ان کو تو اس کیلئے جو مختلف ہیں صحیح عقائد ہے۔ علماء اہلسنت وجماعت کی آراء کے مطابق، نہایت آخری انہیں علماء کے بارگاہ سے والے عقائد کے اجات سے درست ہے۔ فرقہ فانی یہ اہلسنت وجماعت کے مخالف ہیں۔ لیکن حضرات رسول اکرم ﷺ و آپ کے

صحاب کے طریقے پر ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ کتاب وصیت سے حاصل کردہ وہی علوم معتبر ہیں جو ان علماء و محدثین نے اذکار کے ذریعہ سمجھے ہیں۔“

مرزا قاضی عظیم کے نام اپنے کتاب نمبر 80 میں تحریر فرماتے ہیں۔

”میں تو توجہ فرمائی تھی کہ ہر فرقہ اپنا شریعت نامہ لکھ کر لایا جائے اور اپنی کتابت پر یقین رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں ”مکمل صوم“ ہے۔ ”لحمہ طر حون“ (بزرگ دونوں ہے اس پر جو اس کے پاس ہے) لیکن مجاہد وقت ہونے کی دلیل مکملی جس کو کثیر صادق مولا نے ارشاد فرمایا ہے کہ کہ فرقہ وناہیہ وہ ہے جو اس طریقہ پر جو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔“

اجازت رسول کریم ﷺ

لام ربانی علیہ السلام تمام تر دینی امور اخروی و دنیوی و دینی و دنیوی کے حصول و اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے اجازت رسول کریم ﷺ کو لازم قرار دیتے ہیں۔

عبدالرحیم خان اٹکالان کے نام اپنے مکتوب نمبر 191 میں اجازت رسول کریم ﷺ کی اہمیت کو اجاگر فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

”اعادتہ اپنی اور مجاہد سہیدی، امتداد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مربوط ہے، اگر بالفرض ہزاروں سال مجاہد کی جائے اور یا ضابطہ شافعی اور مجاہد شافعی و بجا لائے جائیں لیکن وہ انبیاء علیہم السلام کے نور متابعت سے محروم ہوں تو ان کی کوئی قیمت نہیں۔ ہزاروں سال رہائش اور مجاہد اس ایک وہ پیر کے سونے (قبیلہ) کے برابر نہیں جو انبیاء کے علم کے مطابق ہو، اگرچہ اس سونے میں سراسر غلطی و قطعیت ہے۔ قبیلہ کے مقابلہ میں ہزاروں سال مجاہد کو چھٹیل میدان میں سراب کے ساتھ ٹھکر کریں گے۔“

اسی حوالے سے صوفی قربان نامی شخص کے نام اپنے مکتوب نمبر 114 میں تحریر فرماتے ہیں

”حق سچا و تعالیٰ ہم مسلمان ہیں، مسلمان کو سید لو لیکن آخر میں اللہ کی دولت اجازت سے شرف فرماتے۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی عقل میں اپنے کلمات اسمائی و صفائی کو تسلیم میں لایا ہے اور اس نے حضور ﷺ کو بجز حق تعالیٰ کی کائنات بنا کر پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ متعجب سے رسول ﷺ پر اختتام نصیب فرماتے۔ اس متابعت مرفیہ کا ایک ذرا تمام جملہ اوقات دنیوی اور آخری کے لئے کھینچا، زیادہ بھرتے۔ فضیلت متابعت حق کے ساتھ متعلق ہے اور بزرگی احکام شریعت گہری جڑ سے مربوط ہے۔ مثلاً دو پہر کا سنا اگر اجازت حق کی رو سے واقعی ہو تو کروڑوں راتوں کی ان شب بیداریوں سے افضل ہے جو متابعت کے ساتھ نہ ہوں۔ اسی طرح عید الفطر کے دن دور و دور رکنا کہ شریعت مطہری ﷺ نے اسی کا حکم دیا ہے، ادا ہوا تک مسلسل ایسے روزہ رکھنے سے افضل ہے جو شریعت سے ماخوذ ہوں۔“

امامت رسول ﷺ کے مہمان میں اپنے ایک محب سیدنا فرید بخاری کے نام مکتوب (150) میں تحریر فرماتے ہیں

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”من يطع الرسول فقد اطاع الله“ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے، چنگ و بال کی اطاعت کرتا ہے۔ اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول ﷺ کو یقین اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا وہ اطاعت خدا کی نہیں جو اطاعت رسول ﷺ کے بغیر ہو۔ اس حقیقت کو منہ نہ کرنے کیلئے نظر نہ لایا گیا تاکہ کوئی نادان اس دوسری اطاعتوں میں بدلتی اور تفرق پیدا نہ کر سکے۔ اور ایک دوسرے پر ترجیح نہ دے سکے۔“

راجہ طریقتہ آداب صحبت:

لام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک چند رسوم کی ادائیگی کا نام تصوف نہیں بلکہ مقصد و عطا اپنی زندگی کو، امن اسلام کی تعلیمات، اور رسول کریم ﷺ کی سیرت و نور کے مطابق بحال کرنا احیاء احوال اور افرات سازنی ہے۔ چنانچہ آپ میرے میر محمد نعمان بدشتی کے نام اپنے مکتوب نمبر 190 میں فرماتے ہیں۔

”جانتے ہو کہ ہر کون ہے؟ اچھا وہ ہے کہ جناب اللہ کی طرح ختم اس سے حاصل کرے اور اس راہ و سلوک میں اس سے مدد و اعانت پاؤں۔ محض کھاؤ، چار و شر و سلسلہ جو روانہ پذیر ہے حقیقت بھی سیدنی سے خارج ہے اور داخل رسوم و عادات ہے۔ یہ بھی جانتا چاہئے کہ خواب اور بیدار دیکھنے شایان و احداث نہیں ہیں۔ اگر کوئی اپنے کو خواب میں بادشاہ و کچھ لے یا غلبہ وقت پائے تو حقیقت میں ایسا نہیں ہو جاتا۔ اگرچہ وہ خواب بادشاہ یا غلبہ وقت الہیہ ہے۔ پس احوال و مواد جو بیداری میں اور حالت بھولے ظاہر ہوں وہ کھائیں و کھاتے ہیں اور نہ نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ذکر کا فائدہ اور ذکر کے آثار کا موجب عمل شریعت سے جڑت ہے۔ پس فرائض و سخن کی ادائیگی اور حرام و حلال سے اجتناب ایسی طرح ملحوظ رہنا چاہئے۔ جو چھوٹے بڑے معاملہ میں ملے۔ سہرہ جہر کے کاروان کے کوئی کے مطابق زندگانی بسر کرنا چاہئے۔“

طاہران، ردا سلوک کی تعلیم و تربیت پیش آ رہی ہے آپ کے جن نظریاتی چٹانچڑ آپ عقیدت مندوں اور عقائد کو تسلسل کے ساتھ خطوط لکھتے رہتے اور ضرورت کے مطابق ان کی رہنمائی کرتے۔ شیخ عبدالغنی بن علی کے نام اپنے مکتوب نمبر 292 میں آداب طریقت پر تحریر فرماتے ہیں

”تقریباً اس اللہ کی جس نے ہم کو آداب جو یہ ۵۸ کے ساتھ خود آپ کی اور اخلاقی گہرے ہولکی جانب رہنمائی فرمائی۔ درود سلام حضور ﷺ پر اور آپ کے آل، اصحاب پر۔ اشیاء ہو کر دلوں طریقت کے چلنے والے دو حال سے خالی نہیں ہیں، یا تو وہ مرے ہیں یا مراد ہیں۔ اگر مراد ہیں تو انہیں خوشخبری ہو کر ان کو خداوند رحمت کے واسطے نکاحیں نکاح لے جائیں گے اور مطلب اعلیٰ تک پہنچائیں گے، اگر مراد ہیں تو انہیں غم و غصہ پہنچا دیا۔ طے ان کو نکال دیں گے اور کوئی تلاش واقع ہوئی تو جلد آ گاؤ کریں گے اور اس پر خداوند عز کریں گے۔ اگر وہ مراد نہ ظاہر کی ضرورت رکھتے ہوں گے تو بغیر کسی (خاص) کوشش کے مرحلہ کامل کی طرف رہنمائی فرما دیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اعلیٰ ایسے بزرگوں کے حال کی خبر کبہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کسی درجہ سے یا بغیر ذریعہ ان کا کام پورا کریں گے۔“

اپنے ایک مرید حکیم عبدالوہاب کے نام آداب مرید کی تلقین کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”تم دوسرے ہمارے یہاں آئے اور جلدی جلدی چلے گئے۔ اس کا سوچ ہی نہ تھا کہ ہماری طرف کا حق صحت کو ادا کیا جائے۔ عاقبت سے قصود افادہ کیا استفادہ“ ہے۔ اگر کوئی مجلس ان آدموں باتوں سے خالی ہو تو اس کا کہہ اعتبار نہیں۔ اہل اللہ کے پاس خالی ہو کر آنا چاہیے کہ جو کچھ کہنا ہے کہنا اور اپنی ناداری و غلطی کا اعتراف ان کے سامنے کرنا چاہیے تاکہ انہیں اس پر رحم آ جائے اور وہ شفقت و کرم سے یہ استفادہ کر سکیں گے۔ میرا اب یہ کہہ کر بھی نہیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے فرمایا ہے کہ

”اقل نیاز کسہ بعد از ان قبوہ خاطر خلعت“۔ یعنی پہلے اہل اللہ کے سامنے نیاز مندی کا اظہار ہوا اس کے بعد ان کی طرف سے خاطر خلعت کے درست کرنے کی تدبیر ہوئی پس توبہ حاصل کرنے کے لئے طالب کی نیاز مندی و عاجزی شرط ہے۔“

اپنے ایک عقیدت مند میں شیخ مولیٰ کے نام مکتوب 156 میں آداب صحت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں

”جو مکتوب جاشی زہرہ ہالہ مر کے ہاتھ بھیجا تھا انہوں نے مجھے ملی میں پہنچا دیا۔ الحمد للہ کہ شمس القرا باللہ مدت رکھتے ہو۔ مسعود مع سر صحت کی رو سے تم غفلت کے ساتھ ہی ہو۔ اور جب جس میں تم نے آئے کا وعدہ کیا ہے محبت زمان تو قریب ہے لیکن وہ حقیقت بہت دور ہے۔“

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست

دردن دیدہ اگر نیم مویست بسیار است

ترجمہ دوست کی جدائی اگر تھوڑی سی بھی ہو تو وہ تھوڑی نہیں ہے، آنکھ کے اندر اگر آدھا بال ہے وہ بھی بہت ہے مگر یہ نہ کہ تم نے یہ تجویز اپنے ارباب حق کی رعایت کی تا کہ یہی ہے جلدی ہی کر۔ فقیر بھی رجب تک ٹایہ یہاں دہلی کر رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب واللہ الصریح والصاب۔ میر علی مراد دہلوی کے ساتھ گزارنا چاہیے۔ اگر تم اسے نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ کر دے کہ کبھی جو کچھ دوام اپنے رب کو پہنچاتے اور اس کی مرضی کو چاہتے ہیں۔ یہ خود جس قاطع ہے۔ یہ غم حق سمجھنے والے اپنے صوبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے۔ ایک درویش فرماتے ہیں ”اُسی تو نے یہ کیا خوب معاملہ اپنے اہل حق کے بارے میں بتا ہے کہ جس نے ان کو پہنچا تھا کہو یا یا اور جب تک تجھے نہ پائا ان کو نہ پہنچا“۔ اللہ بھی انہیں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب فرمائے۔۔۔ والسلام“

نظر جان لو کہی کے نام اپنے مکتوب نمبر 94 میں تحریر فرماتے ہیں

”حق تعالیٰ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر استقامت عطا فرماتے اور جو کچھ ضروری ہے یہ ہے کہ اہل فرقہ تابع اہل ملت و تمامت کے مطابق گورست کریں اور بھرا تمام تقصیر انہیں فرض و واجب و مستحب و محال و حرام و مکروہ مشتبہ جاننے کے بعد ان کے واقف عمل بھالائیں۔“

جب یہ وہ یعنی اتفاق و عمل حاصل ہو گئے اور ان تعالیٰ کی توفیق سے مدد کی تو عالم حقیقت کی طرف پرواز کر سکتے ہیں ورنہ ان وہ ہزاروں کے حاصل ہونے کے بغیر عالم حقیقت کی تہ تک پہنچنا محال ہے۔

محال است مہدی کردہ اصفانوں رفت جزو رہے صلی اللہ

یعنی جب تک صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت نصیب نہ ہو اس وقت تک تصوف کی راہ حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو حضرت محمد ﷺ کی محبت پر ثابت قدم رکھے۔“

طریقت اور شریعت:

قرآن کرتے ہیں جس سے یہ بات پر رنی ملتی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ سلسلہ علانیہ تشکیک کو تقبیہ دیتے تھے۔
 ”اے برادر! اس بلند طریق کے سر ملحق حضرت صدیق اکبر علیہ السلام کے بعد تحقیقی طور پر قہام نبی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق کے بزرگوں کی عبادتوں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد حضور آدنی ہے یعنی حضرت صدیق علیہ السلام کی نسبت اور حضور ہے۔ جو قہام آدنیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں نہایت اس کے اعتقاد میں واقع ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مراد اعراب سے فرمایا ہے کہ ہمارے طریق سب طریقوں سے اقرب ہے اور فرمایا حق تعالیٰ سے میں نے اس طریق طلب کیا ہے جو بی شک موصول ہے اور آپ کی یہ بات قبول ہو گئی۔“
 مزید تحریر فرماتے ہیں۔

”اور اس طریق علیہ کے بزرگوں نے احوال و سوانح کو احکام شرعی کے نکل کیا ہے اور از دہلی و سہارن کا علوم دینی کا خادم بنایا ہے۔ احکام شریعہ کے تحقیقی معجزوں کو اس طریق کی طرف، مجدد سال کی عارضی لذت میں ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور خام سوانح کی بہبود ہاتھوں پر مسطرہ و مستون نہیں ہوتے اور ان کے احوال کو جو شرعی مصنوعات اور سنت کے خلاف اختیار کرنے سے حاصل ہوں قبول نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قہام کو پسند نہیں کرتے اور ذکر ہم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہاں کا حال دانگی ہے اور ان کا وقت اکثر رانی۔“
 ”مکمل ذاتی جو دروس کو برق خاطر کی طرح ہے ان کیلئے دانگی ہے۔“

حضرت خواجہ محمد احمد احرار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس طریق علیہ کے خواجگان قدس سرہم پر اوقی و اعلیٰ کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے۔ ان کا کام اس سے بلند تر ہے اور اس طریق میں ہی امریہ کی طرف کے تعلیم، محکم پر موقوف ہے نہ کہ کا اور دیگر یہ جو مشائخ کے اکثر طریقوں میں مرسوم ہے حتیٰ کہ ان میں سے اکثرین نے بی بی و مریدی کو کا اور دیگر یہ شخصہ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہی کا قہام جو یہ نہیں کرتے اور طریق سکھانے والے کو مرشد کہتے ہیں یہی نہیں جانتے اور آپ ہی کو اس کے حق میں سہ نظر نہیں رکھتے۔ یہ ان کی بانی جہالت اور بدانی ہے نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے جو تعلیم اور صحبت کو بھیجی ہی کیا ہے اور یہی کا قہام جو یہ فرمایا ہے بلکہ ہی اقل کی میں حیات میں اگر غالب اپنی جہالت کسی اور پر دیکھیں تو اس کو چاڑھ کر کہ پہلے ہی کے انکار کے بغیر اور سے ہی اختیار کرے۔ حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمہ نے اس بات کی توجہ کے لئے علماء بخارات اس بات کا نفی درست فرمایا تھا۔ ہاں اگر ایک ہی سے ثمرات امداد لیا ہو تو یہ دوسرے سے طرق امداد نہ لے اور اگر لے تو حکم کا فرق لے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا ہی نہ کر نہ بکارت۔ مگر دوا ہے کہ فرق امداد ایک سے لے اور طریقہ کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے کے ساتھ رکھے اور اگر یہ تینوں دو تین ایک ہی سے میسر ہو جائیں تو وہی قسمت و نصبت اور جاز ہے کہ مشائخ کثرت سے تعلیم و صحبت کا استفادہ کرے۔“

لہذا ذکر الہی

مرزا فتح اللہ عظیم کے نام اپنے مکتوب میں حضرت سید الفاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ نماز کی صحبت و عرفان پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔
 ”آدنی کو جس طریق ذاتی عقائد کے بلع چاہو نہیں، اعمال سالہ کی ادائیگی کے بلع بھی چاہو نہیں ہے اور ہاں صیح ترین مہارت اور مغرب ترین اطاعت نماز کا ادا کرنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے ”الصلوة عماد الدین طعن اقامها قلد الفہم الدین ومن تركها قلد هدم الدین“ (نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑا اس نے دین کو مایا کیا) اور جس کسی کو نماز سوا غیبت و پابندی نصیب ہوتی ہے اس کو قضا اور منکر سے بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ان الصلوة نصی لحن الصلحاء والعسکر (بیگ نماز سب مایاں اور بری بات سے منع کرتی ہے)۔ یہاں سے میری بات کی تائید کر رہی ہے۔ اگر نماز بے مایاں سے نہیں بچا رہی تو سمجھو کہ صورت نماز ہے حقیقت نماز نہیں ہے۔ مگر جس وقت تک حقیقت نماز حاصل نہ ہو جائے صورت نماز کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔ اگر کوئی نفل کے لئے نماز کو چھوڑا بھی نہ جائے۔ اگر کم الاکرمین صورت نماز کا اعتبار کر لے تو اس کی شان سے یہ بھی نہیں ملے کہ تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو اس لئے کہ یہ نماز سب نہایت مظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ بکامر شاہ ہے۔
 قد الفلاح المسلمون الدین ہم فی صلواتہم علیہم علیہم (غلات یاب کا سیاب ہو گئے اور وہ سے خواہی نمازوں میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں)۔“

سکندر خان لودھی کے نام اپنے مکتوب نمبر 83 میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

”جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا نہ کی ادائیگی اور منہ منکر کی ادائیگی کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الہی میں مصروف رکھنا چاہئے۔ کھانے

پہنچے، سونے اور باد ضرورت آئے جانے میں ہی اوقات کا مشغول نہ کرکھا جائے۔ طریقہ و کرم کو بتا دیا گیا ہے اسی طریقے پر کر کر کے اگر تعقیب قلب میں کی محسوس ہوتی ہو تو اذکار اس کا سبب صحیحین کرنا چاہئے، بعد ازاں اس سبب کی عافیت کی جائے۔ انجا اور تھکرا کے ساتھ حضرت حق (ﷻ) کی جانب متوجہ ہونا اور اسی سے دفع غلبت کو طلب کرنا چاہئے اور جس سرحد سے ذکر کیسکا ہے اس کو وسیلہ بنالیا جائے۔۔۔۔۔ السلام"

اپنے ایک سرحدیہ شریف کے نام اپنے مکتوب نمبر 98 میں تحریر فرماتے ہیں
 "اس فرزند آج چپ کر فرصت کا وقت ہے اور اسباب ہیبت سب حاصل ہیں۔ (کار خیر میں) تاخیر اور مال مولیٰ کی کھپاؤں نہیں ہے۔ نو جوانی کے بہترین زمانہ بہترین احوال میں یعنی طاعت و عبادت مولیٰ میں صرف کرنا چاہئے۔ حرمان اور مضیحات شرمیہ سے پرہیز کر کے پانچ وقت کی نماز باجماعت اپنے اور لازم کرنا چاہئے۔ نصاب کی موجودگی میں زکوٰۃ کا ہر کار بھی ضرورتاً بت اسلام میں سے ہے۔ اس کو بھی ربطہ لگے۔ جذبہ احسان مندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے تمام دن رات میں صرف پانچ وقت ہونے عبادت کے لئے مقرر فرمائے ہیں اور مال نامی اور تنگل میں رہنے والے جانوروں میں سے چالیسواں حصہ فقراء کے لئے مقرر فرمایا ہے اور مباحات کے تصرف کا سید ان وسیع کر دیا ہے۔ بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ رات دن کی مانند گزریں میں سے دو گزریں بھی مباحات الکی میں مصروف نہ ہوں، اس چالیس میں سے ایک حصہ بھی فقراء کو نہ دیا جائے اور دائرہ وسیع مباحات سے قدم باہر نہ کر فرماتے اور مضیحات میں کا حفری کی جائے۔"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی فکر، تعلیمات اور طریقہ کی بنیاد و خدائے ساری کریمہ لکھنے کی شریعت پر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو حضرت مجدد پاک کی زندگی میں ہی احاطہ فروغ حاصل ہوا کہ برصغیر ہندوستان سے لے کر ترکی، شام، اسیٹیا، اٹلی، نیپال، مصر، ازبکستان، تاجکستان، چین، جاپان، یوشیا، ایران اور دیگر حصہ ملائق تک پھیل گیا۔ آپ نے قریباً 60 معارف کو اپنے سلسلہ عالیہ کی خلافت سے نوازا جن میں بڑے بڑے نامور علماء اور سلاطین وقت شامل تھے۔ آپ نے مکتوبات کے علاوہ بھی متعدد کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی بانہ رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰات حروف، رسالہ علم مدیت، رسالہ عالم، خواجگان نقشبندیہ، رسالہ تخلیج، رسالہ کاشفات غیبیہ، رسالہ داسب المریدین، رسالہ مہر معارف، رسالہ معارف المدنیہ، رسالہ دورہ افضل وغیرہ کو زیادہ شہرت ملی۔ قریباً 60 سال کی عمر میں آپ نے دائمی و اعلیٰ کو لیک کہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کی توفیق سے نواز دے۔ آمین۔ کہتے ہیں سید المرسلین ﷺ۔



اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کا منہج انقلاب

سید یحییٰ حسینی شاہ



انتخاب انسانی زندگی کی معاشرتی ضرورت ہے اور ہر روز بذاتِ خود اس امر کا استکشافی رہا ہے کہ اس معاشرتی ضرورت کی تکمیل کے لئے کچھ ذہنی محرک ہوں تاکہ انسانی اہلی قدر میں جو فطری طرح نامیاتی وجود رکھتی ہیں انہیں سوکھ کر مر نہ جائیں۔ غلط فہمی کا یہ مسئلہ اصول کے انسانوں کی روحانی اور مادی ترقی و ارتقاء، عروج اور صراع کے لئے خیال و روحانی الذہن لوگ جہدِ دم اپنی بہترین صلاحیتوں کی روشنی میں کام کرتے رہیں۔ تاریخ کے رگ و پے میں خون کی طرح تحریک رہیں۔ فحش کے اس آسمان پر ان گنت حمارے درخشاں دکھائی دیتے ہیں۔

مہرِ گلر و نظرِ ان نورِ تابِ سوتیل سے بالادال دکھائی دیتی ہیں۔ وجودِ کائنات اس آفاقی حقیقت کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ زمانہ خود جستجوئے انتخاب کے سر پر بھول پھرا کر گر رہا ہے۔ دو لوگ کھینچے عقدس دکھائی دے رہے ہیں جو حجاب کے حیر اور شرب و روز سے فردوسِ کشید نے کی گھر چکی ہیں۔ ان لوگوں کے عزم، جہت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے انتھائی کردار سے انسانیت کو مرغانِ مسمیٰ جلا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی اصول ہوتی ہے ان کے اصول فحش ازل کی روشنی میں ہوتی ہیں وہ جس مسمیٰ میں بھول نورِ دست ہوتے ہیں ان کا عمل دوران کی سیرت و دلیرِ آدمیت پر نعت سے جہاں پیدا کرتی ہے، البتہ ایسے عظیم لوگ پوراں کی طرح نہیں آگتے زمانہ خاک چھاتے تو پھر کوئی ڈرِ جہدِ پاتھ لگا ہے۔ عجمِ طلب کی آفاقی چابیاں اٹھانے کھینچے پکڑ کھاتی ہیں تو پھر فحش منزل کے بلوے دکھائی دیتے ہیں۔ جہدوں انسان آتے ہیں اور بچے جاتے ہیں زمانہ انہیں جہدوں میں محفوظ کر لیتا ہے۔ جہنم ان کے نام کی لالچاتی ہے۔ دل انہیں اپنی دھڑکنوں میں آ پکڑ کر لیتے ہیں۔ درخشاں انہیں ہر درخشاں جلا رہی ہیں۔ ذہن ان کا دور کرتے ہیں اور غفلت انہیں اتھا بھرا رہتی ہے کہ زندگی اور موت ہر دو سے باہر اور خود موجود اور حاضر و شہد کے باطن سے اس کا فحش دیکھنے کے لئے اٹھ اٹھا جاسکتا ہے۔ مولانا ابوالخیر احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ جابرِ انبی عظیم انسانوں میں سے ایک عظیم اللہ و انسان تھے۔ مولانا جو قوسِ مفرج تھے اور محدث بھی۔۔۔ متعلق بھی تھے اور مسمیٰ بھی، محقق بھی تھے اور ایوب بھی۔۔۔ ابوالخیر، فاضل و مؤرخ اٹھانے قسام ازل نے انہیں کن کن خوبیوں سے نوازا تھا، لیکن اس دور میں جب انہیں زندگی کی تمام آسائشیں موجود ہیں لیکن انسان مسلسل کرب اور اضطراب کا شکار ہے۔ فطری صلاحیتیں مستحضر ہیں۔ ذوقِ طبع رسائی صبر اور مصابر و ہر دو سے محروم ہے۔ اپنے آپ کا محفوظ بنانے کی حرص میں ہر ایک کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ قیادتیں بہت ہیں لیکن قیادت کا اقتدار ہے۔ منکرین ان گنت ہیں لیکن فکرِ مختار ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کی طرح ہیں لیکن علمِ سداۃ انتہی سے بھی جیسے اور اچا پکا ہے۔ اور باورِ مسمیٰ بھی ساری تاریکیاں اسی فحش باروں کے پھٹنے سے نکلتی ہوں۔ لاجر یہاں کتابوں سے بھری بازار بھی ہیں لیکن سکون کم ہوتا جا رہا ہے۔ آدمیت کا جنون چڑھتا ہے کہ انسانیت کو جیت چکا ہے۔۔۔ اگر یہ کچھ عجا ہے تو یقیناً چاہئے یہ آج کسی کل کا نتیجہ ہے اور ہر آج کسی کل کا جہاد اور غنی ہوا کرتا ہے۔ گزرتے ہوئے کل ہوتا ہے اسے کل کو آج سے صحیح طور پر مرہوم کرنا ہی انتخاب ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان الفاظ کو آج کے کسی جہد کے میں حاضرانِ صدی کی آہ و تھوڑ نہ کرے تو سوچی کر بہت سوچی کر جو سو سو صدی کے حوالے سے وقت کے امن میں پائی احتیاطیں جہاں لکھ دوں کہ امامِ انتخاب اور قائدِ انتخاب ایسے خواص و امتیاز کا انتخاب برصغیر پاک و ہند کے اسی سہوت کو بڑا رہا ہیں۔ جس کا نام احمد رضا بریلوی ہے۔ امام احمد رضا بریلوی چودھویں صدی ہجری کے ایک بے مثل مجتہد تھے۔۔۔ آپ کو تیرہ سو سال کی عمر میں فتویٰ نویسی کی ابتدا کرنے والے ۱۰۱۵ عظیم ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔۔۔ ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھنے کا اعزاز بھی آپ دیکھتے تھے۔۔۔ ایک باعزت اور باوقار عالمِ ان سے تعلق کی سعادت حاصل تھی۔۔۔ دینی اور دنیوی علوم پر انہیں عمل و محرم حاصل تھی۔۔۔ طہان اور چین شاعر ہونے کی شہرتیں بھی آپ کے حصے میں آئی تھیں۔۔۔ زہد و تقوا کے رنگ بھی آپ کی آنکھوں نے دیکھے تھے۔۔۔ عرفان و معنویت کی بے گلوں نے بھی آپ کی حیاتِ دست فرما بھی مستیاں پائی تھیں۔ آپ کے ہم فہم نے علومِ فنون کے ناقابلِ شکست ایوان کھولے تھے۔۔۔ آپ کی زبان حق آگاہانے ان گنت اہلِ ہنر میں لرزدہ طاری کیا تھا۔۔۔ آپ کی فکر دسمانے بحرِ بصارت سے انمول سونے کی اکٹھے کئے تھے۔ وقت کائنات میں علوم و معارف کے بحر و فقا و مسائل احمد رضا کی ساریاں ہی کر منزلِ فحش کو قریب سے قریب تر کرنے میں منہمک تھے۔ احمد رضا بہت دھم تھے۔ ان کے فحش کی عظمتوں کا بیان نیرنگی اسلوب کے ہر پیکرِ دل میں داخل کتا ہے۔ ان سے عقیدت رکھنے والا علم سے تباہ فحشوں کے مد پارے جہنم کے اوراق میں بکھیر سکتا ہے اور ان کی خوبیاں لکھنے والا مؤرخ فردوسِ فحش میں شامل دست آگاہ سکتا ہے لیکن فی وقت ایک بار یہ کہ عالم احمد رضا۔۔۔ فاضل احمد رضا۔۔۔ محدث احمد رضا۔۔۔ مفسر احمد رضا۔۔۔ نعت گو احمد رضا۔۔۔ عارف احمد رضا۔۔۔ فقیہ احمد رضا۔۔۔ محقق احمد رضا۔۔۔ مؤرخ احمد رضا۔۔۔ کہ جہنم حیات سے فیضِ یاب ہو چکا تھا کسی کی مستیوں نے اسے صاحبِ نگار انتھائی بنا دیا تھا یہاں صاحبِ نگار و جس کا سکوت جہدِ کلام ہی گیا۔۔۔ جس کی خانقاہیتِ اجتماعیت کا شیرازہ ثابت ہوئی، جس کی صوفیتِ آواز سے تاریخ کے ہرے کان کھل گئے۔۔۔ یاد رکھیے احمد رضا کی فحش تھے رسولِ فحش تھے صوفیائیں فحش تھے، اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ چنانہ کائناتِ حلقہ کے بعد

[illegible]

امیر رضا خاں ایمان احمد سے خالی ہے وہ شخص مایہ ناز اعلیٰ درجات اور اعلیٰ پایے کی کتابوں کا انوار نہیں رکھتا۔ اس کے ہاں ایمان کا پینہ محبت سے خالی ہو تو وہ اصول کی تھاپ اور سرگئی کی گھیس گھیس ہے۔ امیر رضا کے نزدیک انقلاب کا جوہر حقیقی محبت اور عشق ہے وہ سمجھتے ہیں کہ کارنامہ حیات کا نظم محبت سے ہے۔ محبت نہ ہو تو کچھ کچھ بھی نہ ہو، یہ رنگ خمیر بھی نہ ہو اور آج کل کے معاصر بھی۔ اگر شخص میں ناز اور نہائلی میں ایمان ہے تو وہ بھی اسی لئے کوئی کئی چاہے اور کوئی محبت کرے گو یا پھولوں کی لطافت درختوں کی چمک، چمنستانوں کی آرائش، آسمانوں کی پہنائی سب کچھ محبت کا کراچ پھلدار ہے۔ ریاضت، سجدے، رواج اور سنی طوائف سب محبت ہی کی بے جا بلیاں ہیں۔ امیر رضا نے محبت کے اس جوہر انقلاب تک

رسالہ حاصل کر لی تھی اس لئے وہ محبت کرتے تھے اور محبت کی دعوت بھی دیتے تھے۔ ان کی صداقت، شش ماہ کا قہار بی رخصت یہ۔ ان کے رسائل اور ان کی نیچنگروں آقا ہیں ان جذبہ صاف و کھیز رکھتی نظر آتی ہیں۔ اس محقق کی پانچ سو اقداروں نے زندگی کو احمد رضا کے ہاں اتکا دیا۔ احمد رضا کو حقیقی رسالت آپ ﷺ سے مزین زندگی و خلک آپات نظر آتی ہیں۔ احمد رضا حالت آپ ﷺ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکوار بھی دیکھتے ہیں، لیکن اس سے کہیں زیادہ ان کی نگاہیں قلب پر رہتی ہیں۔ وہ ایک اداسے رحمت سے کرم کا لانی ماحولہ کرتے رہتے ہیں اور یہ ہوائے طغوار انہیں اس کا وہاں غور میں لاکڑا کرتی ہے جہاں امن اور پیرائے حسن اور سلامتی کے قاسم عبدالقادر جیلانی، مسن لہری، جلال اللہ بن سید علی اور خواجہ غریب نواز کمرے دکھائی دیتے ہیں۔ انقلاب کے وہ دھماکے جو انسانیت کے دائروں میں بارود، دھواں، کانک، وحشت، خون اور انسانی بونیاں تعمیر کرتے ہیں کیا ان کے لئے احمد رضا کی محبت، عشق، لگن، سلامتی وصول، شعلہ راہ ثابت نہیں ہوتی؟

فہمکن ہے احمد رضا سے بعض حلقوں کا موقف کہ عراقی کا شکوہ ہو لیکن انہیں ہانا چاہئے کہ غلطی یہ بھی الاداع کے اثبات سے پہلے "کالائ" کی گئی ہے شروع ہوتا ہے نہ کہ عبت کا دوسرا قس ہوتی ہے جس کو محبوب کے دشمن سے دشمنی کرنی نہیں آتی وہ اپنی محبت ہی میں کھوتا ہوا کرتا ہے۔ احمد رضا بچے تھے، کوئی ملکہ اگر ان کا قصہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ وہ وہ میں کہیں ڈالئے، ان کو لطافت کی سند کیوں نہیں دے دے۔ آپ کے سامنے اپنے بدکردار بد تصور رکھ کر اسے بے نیوری کا الزام ہے، دالوں کو بلا نال کا لقب کیوں نہیں دیتے اور اپنی ناک سے گندی کھینچنے والے کیڑا دل نور حب بچا نہیں مانتے تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ احمد رضا کی محمودی ہے کہ وہ بچے ہیں ان سے ہونٹیں ملنا کہ وہ بھولوں کے غلطیات ہیں اپنے آپ کو بچا نہیں۔ تاریخ کو یہ کڑوا گھونٹ کسی وقت اپنے گلے سے اتار دینی چاہئے کہ تسلیم نہ کریں اور روشنی سے عبت کا مطلب اور فکر صدیق ہے، عمر ہے، جوان ہے، بلی ہے، سے نفرت ہوا کرتی ہے۔ احمد رضا بہت فحشے اور اونچے بندے تھے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے حضور کھڑی کرنے والوں کو کبھی قابل سوانی تصور نہ فرمایا۔ دین کا مسلک اصول ہے کہ تکبر کرنے والے سے تکبر موقوف ہوا کرتا ہے لیکن دالوں سے نہ اٹھائے نہ بولی ہوا کرتی ہے اور یہ جو سوچتے جو جان کا نکالتے سنا لکھتے اسے اور جدید کا نال ازم فہمکن ہے معاف کر دے لیکن احمد رضا سے تو سرخ سامراج اور نہ سنیہ غلطوں کسی سے ڈر اور ہر لحظے کے تجھ سے ان غلام تاریخ کا ہر منہ لگاتا تھا کس کا یہ عقیدہ حکم تھا۔

کھولیں، پھر اٹھیں اور پھر پڑھیں

4 5 6 7 8 9

میں نے کہا ہاں اچھے کام

ut ut ut ut ut

ایمان و محبت کے ہر جنوری مہینہ ہجرتِ انقلاب کی دوسری ہفتہ تعلیم اور علم ہے۔ جتنا بڑا انقلابی ہوگا اس کا تعلق علم اور تعلیم سے اتنی ہی زیادہ گہرا ہوگا۔ قرآن مجید کا پہلا خطاب ”اقرأ“ اس راہ سے ہر وہ بڑا کر مسلمانوں میں ترویجِ علم کی طرح ڈالتا ہے۔ یاد رکھیں! علم و فکریں کا نام نہیں۔ علم و ادب و معلومات سمیٹتی کر لینے کا نام نہیں۔ اگر نہ کچھ اور کچھ ہے۔ بڑا فاضل بنانا چاہتے ہیں۔ علم صرف یادداشتیں محفوظ رکھنے کا نام بھی نہیں بلکہ اپنی بات یہ ہے کہ سچا علم کا لبریر یوں اور طاقتور ہر وہ ہے۔ بے نیاز ہوتا ہے۔ حقیقی علم کسی ایسی ذات کے سامنے اپنے آپ کو مشاہدہ کے لئے حائل کر دیتا ہے جہاں پائیدار کردار کی تدوین قائم رہی جاتی ہو۔ محمدرضا کو یہ قسمت میسر تھی آپ جانتے تھے کہ زندگی کا حسن و بلا کتنا ہوتا ہے اور کتاب کا حسن نہ دیکھنا ہوتا ہے۔ ان احوال میں اتصال کوئی ایسی ذات ہی پیدا کر سکتی ہے جس کے ہاتھ میں زندگی باقی ہے علم بھی ہر اور علم کا قیاس نہ کرنا ہی ہو رکھنا یا محمدرضا قسم میں اس لئے بہت آگے بڑھ گئے کہ ان کے علم کا استاد حقیقی رسولِ ضمیر ان کی کتابوں میں نام محمد ﷺ کی روشنیوں نے انہیں دورِ امام مطلقا گرو یا پے کدو واقعی و پائیدار دعوے انقلاب و حق رہیں گی۔



حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

قافلہ تصوف کے عظیم سربراہی

ڈاکٹر طاہرہ طاہرہ پٹیل

کتب چھپیں۔ ان میں بعد میں گزرا پچھلے کے اور وہاں پر مولانا لطیف اللہ علی گڑھی سے دیباختی کی کتب مایہ کار ہیں کیا۔ ان میں سال بعد مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے پاس حاضر ہونے اور ان صاحب حسن نگاہ میں لیا اور ان سے متعدد بحث حاصل کی۔ جن میں سال کی تقریری اور جس علوم و مذاہب میں کمال حاصل کر کے مدارج التعمیل ہو گئے۔

آپ نے اپنے استاد گرامی مولانا سلطان محمد انگوئی کے توسط سے فیس دواور فنی خدمتے نور محمد فیس الدین بن سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے وسعہ حق پر سہ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت کی اور ملاقات و اجازت سے نوازے گئے۔

تعمیل علوم کے بعد کچھ عرصہ آپ نے سیر و سیاحت میں بھی گزرا اور فنی چار سال لاہور میں مقیم رہے۔ ملا ہو گئے آپ کا زیادہ وقت دہلی کے کنارے مہاراجہ راجست میں گزرتا۔ لاہور کے بعد بالیہ کھڑا مکان مظفر گڑھ اور پھر ہزاری خان کے اضلاع کے سفر کے۔ اچھے شریف بھی حاضر رہی وہی سال ۱۲۳۵ھ تا ۱۲۴۰ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے لازم سفر ہونے۔ مکہ مظفر میں مشہور عالم دین مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے آپ کی ملاقات ہوئی جو کہ عرصہ صوفیہ مکہ مظفر کے باقی تھے اسی اور سے کچھ دن گوہر ایک واقعہ مولانا احمد نازکی آپ کے علم و فضل اور جدیت پر فانی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بعد میں آپ کے ساتھ گزرا و شریف میں آ گئے۔ ان میں بعد مشہور صوفی بزرگ حضرت حاجی لعل اللہ صاحب جبرکی سے بھی ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ حضرت گزراوی نے مسئلہ وحدت الوجود پر دلی موافقت و گفتگو کی کہ حاجی صاحب قبلے خوش ہو کر سلسلہ مالہ چشتیہ صاحب پر کچھ لکھ کر آپ کو مبارکت فرمادے اور ان ملاقات حاجی صاحب نے آپ کو ہندوستان جانے کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا۔

مر بسندوستان عظیم ملک لغتہ طہور کتبہ در ملک خود واپس مروید و انکو مالک واپس شمساً دو بہت خاموش غلبہ بادشہ صاحبم آن لغتہ توکل دیکھ و دور ملک آرام ظاہر شہود یعنی ہندوستان میں اگر آپ ایک خط ظاہر ہوگا کہ میں چاہے کہ اپنے ملک واپس چلے جاؤ اور اگر تمہارا فرض ہندوستان میں خاموشی بھی رہو گے تو وہ بیکار ترقی نہ کرے گا کہ ملک میں سکون رہے گا۔

پانچواں آپ حضرت حاجی صاحب کے ارشاد پر ہندوستان واپس آئے اور یہاں آنے کے بعد شہر دہلی میں سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ اپنے تخریطی کی بدولت حضرت جیسید بریلوی شاہ صاحب برصغیر کے تلامذہ اور مجتہد القدر صوفیہ میں شمار ہوتے تھے آپ کی وسعت نظر اور تبحر علمی اور وسعت معلومات کا اعجاز اس سے ہوتا ہے کہ علامہ اقبال جیسے اچانک روزگار اسلامی فکر و شعور مشکلیں مسائل میں آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ شیخ محمد الدین ابن عربی کے نظریے وحدت الوجود پر اس قدر مجبور و حاصل تھا کہ جس کی نظیر اس صدی میں نہیں ملتی۔ دہلی اور فی کی مشہور اور مشکل کتاب نفوس الحکم کا بابا کا دور رس دیتے تھے۔ علامہ اقبال ان کے تخریطی سے بے حد متاثر تھے۔

علامہ اقبال کا انتقال

ایک خط میں علامہ اقبال حضرت جیسید بریلوی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں
لاہور ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء

مہم و محترم حضرت قبلہ۔ السلام علیکم اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے تاہم اس سے پہلے شرف زیارت حاصل نہیں ہوا۔ اب اس محرومی کی صفائی اس حریف سے کرتا ہوں، گو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب کبھی پانچھوٹے میں جتا کہ کدوست ہوگی، بہر حال جناب کی وسعت اخلاق پر مجبور کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور وہ دلاؤ نہیں جو فاضل نظر قصد کے لئے خلعت لایا جائے۔

میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی پر ایک تقریر کی تھی، جو وہاں کے دانشور لوگوں میں بہت مقبول ہوئی، اب یہ ادھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں حضرت شیخ الدین ابن عربی پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے، نظر میں حال چنداں اور راجست طلب ہیں، جناب کے اخلاق کریمانہ سے ہمیشہ ہوا، اگر ان حالات کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

(۱) اول یہ کہ حضرت شیخ اکبر نے "تعلیم حقیقت" میں "کے متعلق کیا کہا ہے اور انہیں خط میں کہاں تک حلقہ ہے۔
(۲) یہ تعلیم شیخ اکبر کی کون کون سی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں؟ اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ سال اول کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

(۳) حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقت خدا پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔
مولوی سید انور شاہ مرحوم و مہتمم نے مجھے عراق کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا، اس کا نام تھا "کلام الہی" جناب کو اس کا علم ضرور

ہوا۔ میں نے یہ سالہ یکھا ہے مگر چنگیز یہ سالہ بہت مختصر ہے اس لئے مزید مدد فنی کی ضرورت ہے۔

میں نے جناب جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک فرمادیا ہے اس لئے مجھے یہ عرض کر لینے میں تاہل تھا۔ لیکن چونکہ مقصود خدمت اسلام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس تعویذ کے لئے جناب حائف فرمائیں گے اور جناب اصواب سے ممنون فرمائیں گے۔

مخلص

محمد اقبال

حضرت قبلہ مجدد گزاردی عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ زیادہ وقت ذکر و پاس انگاس میں گزرتا۔ اپنے مریدین و حواریوں کی تعظیم و تربیت میں بھی آپ کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتے۔ کئی خوش نصیبوں کو آپ سے خلافت و اجازت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ ان میں آپ کے شاگرد رشید حضرت شیخ سلیمان بن الدین سب سے نمایاں ہیں۔

درس و تدریس میں بھی آپ نے کمال و خدمت سر انجام دیں۔ لہذا اصابت الوجود پر آپ کوئی نظر رکھتے تھے اور شیخ اکبر بن الدین ابن عربی (م ۶۳۸ھ) کے علوم کو حیات نو بخشی۔ علامہ اقبال نے اس مسئلے میں آپ سے رجوع کیا اور آپ کے نام ایک خط میں لکھا:

”اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور درویش نہیں جو پیش نظر ماسد کے لئے کھنگھٹایا جائے۔“

تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی آپ نے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ ذیل تالیف کتب آپ سے یا نگار ہیں۔

(۱) تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (۲) خمس الہادیۃ فی اثبات حیات اسحٰ (۳) سیف ہشتابی (۴) اعداء اللہ (۵) اختراعات المصدیہ (۶) تعویذ مائیں کنی و شیعہ (۷) اتقانی مہر یہ (۸) مکتوبات مہر یہ

آپ کا وصال پرمال ۱۰ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۷ء کو ہوا اور گزاردی شریف بنی میں آپ کا روضہ عالیہ بنایا گیا۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طبیعت را



میں مسلمان کیوں ہوا؟

ظالموں کے اچالے

میں

اس سے قطعاً کہ میں کچھ عرض کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں کہنے پہلے بارے میں کچھ عرض کروں۔ میں آپ لوگوں کی طرح مسلمان ہوں۔ باپ کے گھر پیدا ہوئے، میں نے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں کہ جہاں انسان خالق ارض و سما کے آگے مجبور ورج ہونے کی بجائے، وہی دینداروں اور دیگر عجیب و غریب خالق چیزوں کے آگے سر جھکاتے ہیں، یہ لوگ کوئی بھی نئی چیز دیکھ لیں تو اسے اپنا سمجھنا شروع کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس پہاڑی علاقے میں اوپر سے کوئی بلی اچھڑاؤ سکا ہوا آکر لپکتی ہے، ذرا اونچے گھبرا کر چلے تو فوراً اسے دین جان لیتے ہیں اور مشہور کر دیتے ہیں کہ دینا ملے ہمارے گاؤں پر دم کیا گاؤں کو نقصان پہنچانے کی بجائے آپ ہم لوگوں کی تنگی پائی کر گئے گا۔ ماپ ی کوئی اور جانور گھر میں آجائے اتفاق سے کسی کو نہ کالے تو اسے بھی دینا مان لیتے ہیں۔ جب کوئی بیمار ہو جائے یا کسی اور تکلیف میں پھنس جائے تو خدا کے وعدہ الاثر یک کو بچانے کی بجائے الہی دینی دینداروں کے آگے گڑگڑاتے ہیں اور ان سے نہیں اور دینا تو اس چیزوں سے ہند مانتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کے بارے میں اللہ کی کتاب قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ **الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ**۔ یعنی جو اللہ کے سوا دوسروں سے دعا مانگتے ہیں وہ دوسرے تو ایسے ہیں کہ کوئی چیز بھی نہیں بنا کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ لہذا ان کے بھی لوگوں نے اپنے اپنے گروہوں میں خدا کے مقابلے میں اپنے لئے الگ الگ معبود بنائے رکھے تھے۔

ایک دفعہ جب میں بیمار ہوا، جب وہاں کے دوا داروں کو نہ دوا لوں نے نہ علاج قرار دیا تو میرے والدہ کا دانا ان ہی دینی دینداروں سے دعا مانگی شراب کی بوتل دو، جب کے ایک بیٹا کو گھریلا پاس کے آگے ایک کٹورے میں دو اور ایک گلاس میں دو دو گلاس شراب رکھی۔ والدہ نے کچھ سختی پر عینا شراب کر دیا، ایک سوئے سے اپنے ہونٹ سی لئے، اس کا مطلب یہ تھا کہ اب دیندار اس کے اندر داخل ہو جائے گا۔ یہ جو کچھ کہے گا دیندار کی طرف سے کہے گا۔ والدہ نے اپنے سامنے پڑے ہوئے شراب اور دوا جانے اچھا مل دیا۔ پھر کمرنگ وار آواز میں دیندار کی طرف سے کہا کہ مجھے کیوں بلا رہا ہے، میں تمام دینی دینداروں کا سر دبا رہی ہوں، کیا تکلیف ہے میرے حضور میں پیش کر دو۔ والدہ نے مجھے لاسر جو دیندار ہوا تھا کہ آگے پیش کیا صحت اور زندگی دینے کی درخواست کی۔ والدہ نے مجھے گھوڑا پھر پڑے۔ کچھ کے ساتھ کہا کہ میری آنکھوں سے اسے دور کر دو، اس پر تمام دینی دیندار ناراض ہیں اور یہ ایک بدلتے کے اندر ہی مر جائے گا۔ دیندار کی یہ بات سن کر میری والدہ خستہ پریشان ہوئی لوگوں نے تسلی دی ابھی اور ابھی مقام ہے۔ والدہ دیندار کی خدمت میں پیش ہو جاؤں اس سے درخواست کر دو ضرور تمہارے بیٹے کو زندگی بخش دے گا۔ میری والدہ نے کہا یہ نہت ہے یہ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا، لیکن والدہ اللہ اور دوسرے دینداروں کے مجبور کرنے پر دوسرے دن مجھے پڑے دیندار کے آگے پیش کیا یا اور اس کی بیعت چڑھانے کے لئے ایک بکرا بھی لے گئے۔ نہت خانے کے پیاداری نے والدہ اور دیگر دینداروں کو قطار میں نہت کے آگے کھڑا کیا۔ بعد آدم نہت اونٹنی، بکے پر ایک الداری میں نصب تھا۔ نہت کا جسم چاندی کا اور سر سونے کا ہوا تھا اور اس کا سرکری سے اس کو بچا ہوا تھا کہ دور سے آیا محسوس ہوتا تھا چپے کوئی کچھ کچھ کا انسان کھڑا ہے۔ پیاداری نے نہت کے آگے گڑگڑاتے ہوئے درخواست کی کہ لڑکا کا بچا خستہ پیادہ ہے۔ دیگر دینی دیندار اس سے ناراض ہیں آپ اسے اپنی مہربانی سے صحت اور زندگی دیں۔ پیاداری کی بات سننے کے بعد سونے اور چاندی سے بنے ہوئے اس سے ہاں نہت نے اللہ کی صورت میں سر ہلا دیا۔ سر ہلانا تھا کہ تمام لوگ اس کے فیض و غضب سے ذرا کر اس کے آگے جھک رہے تھے، لیکن میری والدہ نے سہرہ نہیں کیا۔ میرے والدہ کا دانا نے والدہ سے کہا کہ تمہاری اس گستاخی پر دینی دیندار نہیں ہمیں سزا دے دیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ نہت کے آگے سر جھک دو، لیکن والدہ کو لڑی دیندار کا نفرت تھری آنکھوں سے دیکھتی رہی، میں ان فعل کے اندر سے اور شیطان شیمن کے بیچ کا دانا نے کچھ دیر تک اس طرح چارہ پئے کے بعد سر اٹھائے اور نہت خانے کے پیاداری کی منت سناجتہ کرنے لگے۔ پیاداری نے کہا کہ تم کو لڑکا دینا چاہیے کہ چاروں میں پیش کرنے کے لئے لائے ہو یہ بچا پاک معلوم ہوتا ہے اس نے کسی اپنے خستہ پیادہ سے پانی پیا ہوا کہاں سے کسی مسلمان نے پانی پیا ہے، لہذا تم ایک اور بکرا لے آؤ میں نہت سے دوبارہ تمہارے بیٹے کے لئے عرض کروں گا۔ میرے والدہ نے فوراً ایک سونا تاجہ بکرا لا کر نہت کے آگے پیش کر دیا۔ پیاداری نے دوبارہ بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ نہت سے اسلحہ کی کڑ لٹکا کے بیٹے کو صحت اور زندگی دے دو اور پیاداری نے اپنے خیال میں دیندار کے ہاتھ رنگ کو بکڑتے ہوئے اس سے اس کی بھونگی انکساری اور اس کی پیاداری دینی لائقوں برکوں پچائے بیٹو وغیرہ لٹکاوا ملے دیا، تو میرا باپ اور تمام رشتہ دار نہت خانے میں موجود تھے نہت کا شکر یہ یاد کرنے کے لئے پھر جہد میں کر پڑے لیکن والدہ ماجدہ نے اس دفعہ بھی جہد کرنے سے انکار کر دیا اور چارہ ستور کھڑی رہیں۔

میرے محترم بزرگوار اور دوستو! حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے تمام ارضیوں نے سجدہ کیا لیکن شیطان مردود نے سجدہ نہیں کیا۔

یہاں تمام شیطانوں نے سجدہ کیا لیکن ایک اللہ کی بندی نے باطل کیا گئے تھکے سے انکار کر دیا میرے والد اور بہن سے دیگر اہل پرست و نیک داروں کو یقین تھا کہ اب میں ایک ہفتہ کے اندر تندرست ہو جاؤں گا مگر والدہ بہت شک میں تھیں، وہی منتوں میں اور ہفتہ بچھوں میں جدہ مل ہو گیا۔ میری صحت ٹھیک نہ ہوئی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چند دنوں کا مہمان ہوں۔ دہریہ کا دعویٰ قلمبند ثابت ہوا انکارا حرام کا کھانا لیکن مجھے صحت خدشہ۔ کا۔ باپ بھی کہہ رہے تھے ان جوانیوں کا اشتہار دیتا ہے قائم۔ ہاں۔ ایک سال کا عرصہ اسی بنا رہی میں گذر گیا۔ ایسے میں ایک دن گاؤں میں کہیں سے ایک اندھ والا آیا۔ اس نے وہاں دھبھٹ کر کے ان گمراہ لوگوں کو بتایا کہ اسلام ایک چاند ہے۔ ہادی و برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری خلیفہ ہیں۔ اللہ ہی تمام کائنات کا مالک ہے اور تم لوگوں نے جن بے جا مانجیوں کو خدا بنا رکھا ہے وہ تو اپنے آپ کو بچا سکتی ہیں اور وہی تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور ان باتوں کے منہ پر اگر ایک ادنیٰ بھی جھوٹا ہے تو اسے اس نے کی طاقت نہیں دے سکتے۔ اس اللہ والے کی ان باتوں کو میری والدہ نے بڑے غور سے غور سوچنے لگی کہ واقعی یہ سنت اسلام کے مقابلے میں جھوٹ ہیں اور یہ نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان لیکن والدہ کے دل میں اللہ والے کی یہ بات مجھ کو خدائی کر دیتا ہے اور پرستہ کسی بھی انہیں اثر دے سکتے۔ کیونکہ والدہ ماجدہ نے دو دفعہ خود اندھ ٹوسر ملائے ہوئے دیکھا تھا۔ اندھ کے سر ہلانے کی وجہ سے والدہ بچہ پریشان تھیں۔ لیکن باتوں سے نفرت اور یوں اسلام سے محبت روز بروز بڑھ رہی تھی۔ اللہ والے بزرگ و عطا و دایات سے ملا وہ بناروں اور حاجات و عہدوں کے لئے دعا بھی کرتے اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو کھلیت لکھتا تھا۔ یہ سنت پرست دے بھی چار دیواری دیتی دیتا کی کرامت تصور کرتے تھے۔ گاؤں میں بے شمار لوگوں نے میرے والدہ سے بھی کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو ان کے پاس لے جائیں۔ لیکن والدہ نے اس بات کو بھی رد کر دیا دیتا کی تو جین گھٹے ہوئے اللہ والے کے حضور جانے سے انکار کر دیا۔ اللہ والے نے ہمارے گاؤں کے بعد ایک اور گاؤں میں جو 20 میل کے فاصلے پر واقع تھا قیام کیا اور اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا میری حالت سخت خراب ہو گئی جس سے میرا ہندنی اور دیتی دیتا کی کے ماننے والا والد بھی گھبرا گیا آخر لوگوں کے کہنے پر مجھے اس مرد مومن کے آگے پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ایک دن چھوٹے سے قافلے کی صورت میں جس میں میری والدہ اور دیگر رشتہ دار بھی شامل تھے گھر چلی گئے کے قیام کی طرف چل پڑے۔ والدہ راستہ میں یہ سوچ کر خوش ہو رہی تھی کہ اب مرد مومن کی دعا سے اللہ میرے بیٹے کو تندرست کر دے گا جب وہاں پہنچے تو ایک درخت کے نیچے دو بیٹا لوگوں کو وہاں دھبھٹ کر رہا تھا۔ والدہ نے مجھے گود میں اٹھایا اور ان کے سامنے بیٹھیں ہوئیں تو مرد مومن نے ہم پر انکار کر دیا کرتے تھے قرآن مجید کی کچھ آیات جو حد کرم ہیں اور ایک برتن میں پانی دیتے ہوئے کہا کہ میں نے اس کے لئے اللہ سے دعا کی ہے یہ پانی بلا افتخار اللہ اللہ اس کو صحت اور زندگی دے گا۔ والدہ نے پہلی بار دونوں جہانوں کے خالق و مالک کا نام ان کی زبان سے سنا اور اسلام کے لئے سب کچھ ہو گئیں۔ قبول سلام اقبال

گھر میں مرد مومن سے بدل جاتی ہیں لکھ رہیں

جیسا کہ میں نے ابھی دیکھا تھا ایک کشت کو سر ہلاتے ہوئے دیکھ کر والدہ بکھڑا شوق و دلچسپی میں چل گئیں۔ میرا ماموں جو اندھ ساڑھا ایک دن دونوں کی مرمت کے لئے نہ خانے میں ایک اونٹنی جکڑ کر جوئے خداؤں کی مرمت کر رہا تھا یہ چھوٹی چھوٹی لکڑی کے بنے ہوئے گتہ بہت پرانے اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے کسی کا گانا نہ بولتا تھا اور کسی کی ناک نہ اٹھتی کوئی سر سے عزم تھا۔ ان عمارتوں کی مرمت میرا ماموں کر رہا تھا اسے میں کچھ حاجت مند لوگ خبر اور دیکھ کر تھوٹا تھا کہ لکڑی سے گتہ بہت کے آگے پیش ہونے کے لئے اندر آ گئے۔ نہ خانے کا پجاری لکھ لوگوں کے آگے تھا۔ پجاری نے ان لوگوں کو بھی ایک خطا میں کھڑا کیا اور پھر زور دے سے ان کی حاجت بڑے اندھ کے آگے پیش کرنی شروع کر دی اور اس پجاری کے الفاظ میں یہاں شاد تھا جو عام آدمی نہیں کچھ ملتا تھا جب پجاری نے مخصوص ادا میں ہر روز سے پانچا شروع کیا تو جس اور میں نہ نصیب تھا اس کے میں عقب کی جانب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں ایک اور پجاری یا پھر بتاس کے ہاتھ دو دیوان کو کھینچنے کے لئے چار رچے تھے یہ دیوان دروازے کے اندر سے ہوتے ہوئے بڑے سخت کی گردن میں باغی ہوئی تھیں۔ جب اندھ کے سامنے والا پجاری مخصوص ادا لکھتا تو کوٹھڑی میں بیٹا ہو پھٹا میری فوراً ایک دی کو کھینچا جاتا جس سے انکار کی صورت میں سر ہلاتا۔ ہاتھ مذہب کے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نہ خود سر ہلا سکتا ہے۔ جب حاجت مند کھڑا جاتا اور ہر چہ نہ پر نہاد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تو پجاری دوسری دی کو کھینچتا تو چاروں مذہب منظور کی شکل میں سر ہلاتا۔ میرا ماموں اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا یہ تمام سنا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ شام کو جب وہ گھر آیا تو گھر والوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا تو وہ کھانا کھا کر بڑے غور و خوض سے کھانا کھا کر اس دن والدہ بھی ماموں کے گھر موجود تھیں۔ والدہ نے ماموں سے کہا بھائی کیا بات ہے؟ آپ کیوں نہیں رہے جیسا کہ میں بھی بتا گیا۔ اس پر ماموں نے نہ خانے والا واقعہ ان کو بتا دیا اور کہا کہ کس طرح دی کے کھینچنے پر نہ سر ہلاتا ہے۔ والدہ آخر سنا یہ سن کر تھا کہ ان کا شک دور ہو گیا نہ خانے کے سر

Implications

ہے۔ محترم بزمگاہ اور دستا

17000/2726

کرنے پر تلے ہوئے ہوں تم اس مکر و فیل سے باز رہا جاؤ۔

محبت کے خور سے دل سراپا نور ہو جاتا ہے
زرا سے جی سے بڑا ریاض طہر ہو جاتا ہے

Letter

سب میں یہ بتا دیا جاتا ہوں کہ جب کوئی راز درست پرانا چاہے تو اس کی مدد اللہ تعالیٰ کس طرح سے فرماتا ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے لئے کئے دشمنوں کو نیست و نابود کرتا ہے، کیونکہ وہ جو چیزیں قادر ہے، واقعہ یہیں ہے کہ سرور دینوں کا ماحول تھا میری والدہ ماجدہ! چھوٹا

بھائی اور میں اپنے تئیں منزل مکان کی جست پر بیٹھے ہوئے دوپٹہ چاہ رہے تھے۔ سامنے میں والدہ لگاؤ اسی شراب کے نشے میں مست ہو کر چھت پر چڑھا یا اور منظر پر پرچہ کھلی میں برائے جانے والے کو کھلی گھونچ دینے لگا۔ مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے اس کا وہب دور ہوا۔ بدھ بدھوں میں اور زیادہ بڑھ گیا تھا اور اس وجہ سے قوم اس کو قاتل قرار دی سمجھتی تھی۔ کیونکہ اس نے ایک مسلمان کو حبید کیا تھا جس نے ان کے جھوٹے خداؤں کو چھوڑ دینے کا مشہور و دنیا تھا اس لئے گاؤں کا کوئی بھی شخص ان کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ بے گناہ مومن کا خون رانیکس نہ کیا اس کا خدا وجود نہیں جہانوں کا حقیقی مالک ہے۔ اپنے اللہ سے قایل لیتا چاہتا تھا۔ سامنے مکان کی چھت پر ایک مرغ ٹبل رہا۔ قاضی صاحب نے اللہ کی حالت میں اس مرغ کو کھلی والی دی وہ بے زبان مرغ اس کی کالی سے چاراضی نہیں سوا بلکہ اس نے اپنے انداز میں کواں دی آسمان کی طرف دیکھا اور اڑ کر چھت سے نیچے گلی میں جا پہنچا۔ والدہ لگاؤ اب شراب کے نشے میں بدست تھا اسے مرغ کی بد حرکت پسند آئی اور کہنے لگا ابراہیم اے! میری اتنی جرأت کہ میرے سامنے کڑے ٹھہرنا میں اس بھی تجھے میری اس جرأت کا حرمہ بچکان کا کہ تو بھی زیادہ کھٹے گا۔ یہ کہہ کر چھت سے چھٹ لگ لگا دی۔ والدہ دوزی زولی چھت سے نیچے اتری ہم دونوں بھائی بھی بھاگتے ہوئے ماں کے پیچھے گلی میں پہنچے تو وہاں جب ماں اٹھ آ یا والدہ لگاؤ کا خون میں است پت گلی میں بیٹھ پڑا اپنے اور منہ سے مسلسل شراب کی بد بو آرہی تھی۔ ہم نے روکنا دیکھا شروع کر دیا۔ دوسرے دن میرے والدہ لگاؤ ابراہیم کی تاب نہ لا کر مہل ہے۔ اللہ جہاد قہار نے اللہ والے کے خون کا بدلہ لے لیا۔

ہو ست سلطان ہر چہ خواہم او کہ
عالمے را در دے وہاں کہ

وہ حقیقی بادشاہ وجود چاہتا ہے کہتا ہے۔ وہ تمام دنیا کو ایک ہی پلی میں برہادر کر سکتا ہے۔

حضرات! دیکھا آپ نے اس علاقے میں جہاں مسلمانوں کا نام دیکھیں تک بھی نہ تھا وہاں اللہ نے ایک مرغ سے کام لیا اور دین اسلام کے دشمن کو چھوڑ برہادر کیا۔

اگر ہم بھی اسلام کے دشمن اصولوں کو اپنائیں اور سوشلزم کیونزم کے پیچھے اندھوں کی طرح بھاگنا چھوڑ دیں اور اسلام کی آجھ میں لگ جائیں تو خدا ہمارے اور ہمارے ملک پاکستان کے دشمنوں کو بہت دباؤ کرے گا۔ ٹھیکہ اور بنگلہ کش کو تو زکوٰۃ لیا گیا تھا تو کیا قاضی یا ہم غالب آسکتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم حیرے ہیں
یہ جہاں جڑ ہے کیا لونگ و ٹھم حیرے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری راتوں کی نوبت سے بڑی رکاوٹ والدہ لگاؤ کی صورت میں تھی وہ اب دور ہو چکی تھی اور تینوں آزاد تھے۔ والدہ نے ایک دن مجھ سے کہا کہ چٹا ب ہمیں چھٹی پر دروگاری تلاش میں ملنا ہو گا۔ کیا تم میرے ساتھ اسلام کی تلاش میں گھر سے نکلنے کے لئے چلے ہو۔ میں نے اس کے ٹھم کے آگے سر جھکا دیا۔ کہا کہ میں آپ کا برعکس سامنے کے لئے تیار ہوں گو ہم باطنی طور پر خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لائے تھے مگر باطنی قرار کو اپنی خواہش تک قرار انسان کو پھران کرتے تو مسلمان نہیں ہو سکتے تھے۔

اب اس افراد ہائے انسان کو پھار کر نے کے لئے پھر کسی اللہ والے کی تلاش ضروری تھی اس کے لئے سڑکے سوا کوئی چارہ نہ تھا میری والدہ کو پھر پھر یقین تھا کہ اس گھرستان کو چھوڑنے کے بعد ہمیں اسلام کی لازوال دولت ضرور نصیب ہوگی ان کا دل کہتا تھا کہ

شب گر جاس ہو کی آخر جلوہ خورشید سے
چمن معبود ہو کا تھر توحید سے

ایک رات جب آسمان پر چاند صبح کا چاندنی چاندی چمک دک کے ساتھ بے شمار ستاروں کے ساتھ مل کر اندھیری رات کو روشن کر رہا تھا اور اس چاندنی میں مسافروں کو اپنی راہ آسانی سے نظر آ جاتی تھی۔ میری والدہ نے کچھ ٹھک خوابی دستور لگی اور اب گھر کھانے پینے کی چیزیں ایک ٹھری میں باغیچہ لیں اور ہمیں اس رات گھر سے نکلے کا حکم دے دیا۔

ہم گھر سے نکل رہے تھے تو تمام گھارا اپنے گھروں میں دیکے پڑے منجی خیمہ کے حوض سے رہے تھے۔ مگر ہم نے اسلام کی تلاش میں اس رات نکلے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ جو اور والدہ لگاؤ کی صورت میں ماں سے چار کر رہا تھا وہ میں نے پیڑے پر اٹھائی۔ چھٹے بھائی کو والدہ نے اٹھایا اور اللہ کا نام لے کر ہم گاؤں سے چل پڑے۔ اب ہم تینوں ماں بیٹوں نے اجماع راسخوں پر سفر شروع کر دیا ہم کافی دور آئے تھے پھر بھی اللہ شہ قہار کہ کہیں کہیں والے اتار دیکھنا نہ کر رہے ہوں۔ ڈرا سی کھڑکڑاہٹ پر بھی ہمارے گان کھڑے ہو جاتے۔ رات دن میں تبدیل ہوتی مگر ہم نے اپنا سفر جاری رکھا اور دشت دامنوں اور دگر گھاراں سے نکلنے کے لئے وہاں کو جانگوس میں پڑے۔ بدھتے اور رات کو سڑکرتے تھر چاہتے

مخبرہ ہی طرح جنگوں میں سفر کرتے رہے۔ جتنی کہ وہ سخت و زور خرابی جو زور دار کے لئے لائے تھے سو سکے اب ہمارا گھر اور جنگی جہازوں پر ہوتا رہا۔ یہ ہاڑوں اور حلقے میدانوں کے علاوہ آبادی کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا مگر ہم نے عرصہ نہیں ہارا۔ بھوکے پیاسے وہ کمر بھی بڑے اطمینان سے سفر جاری رکھا۔ آخر قادر مطلق جل شانہ کو ہم پر رحم آگیا اور ہم ایک گاؤں میں پہنچ گئے۔ گاؤں والوں نے ہمیں کھانا کھلایا اور ہم نے خدا کا شکر ادا کیا۔ دوسرے دن اُٹھ کر صبح میں اس کے علم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے وہاں سے چل پڑے۔ اب ہم چنگ تھوک کے علاقہ میں داخل ہو چکے تھے۔ یہ راستہ اور بھی خطرناک تھا۔ سنگھڑ چٹانوں پر چھوٹی چھوٹی چٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جن پر چٹان کوئی مٹھی رکھتا ہے۔ اس علاقے میں خوراکی ڈالو گئی ہیں اور درخت بھی کچی کچی ہیں اور درختوں کی گریہ دار آوازیں کر رہی ہیں کہ ہم کو کھانے لیکن والدہ ہمیں خوفزدہ کیجے کہ ہم سے سختی کو دیکھنا ہم اسلام کی خاطر کھرتے تھے۔ والدہ اس کے لیے ہاتھ پر ایمان لائے جا رہے ہیں، گو ہمیں معلوم نہیں کہ ہماری منزل کون سی ہے مگر یہ بھی حوصلے سے کام لو تمہیں تو مسلمان ہو کر اسلام کا پیغام اور غازی بننا ہے۔ پیادوں اور غازیوں کا کام ان جنگی درختوں سے ڈرنا نہیں ہے تم نے شاخیں کی ایک مسلمان پر دینی دنیا پر غالب آسکتا ہے اسلام کے ماننے والوں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے خداموں نے شیریں کو اپنے تعلق کیا اور ان پر سواری کی۔

کا پتہ ہے دل تیرا اندھ و طوفاں سے کیا
تاخدا ٹو، بحر ٹو، کشمی بھی ٹو، ساحل بھی ٹو

حضرات اب ہمیں گھر سے نکلے ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے، لیکن ہم ابھی تک اسلام کی آغوش میں نہیں پہنچ سکے تھے، پہلے۔ جنگی سہارا میں ہمارا دیکھنے سے پست گئے تھے بہت سی برا حال تھا۔ اسے میں ایک قافلہ تھا جس میں چند ایک ان پڑھ مسلمان بھی شامل تھے جن سے ہم نے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی اور ان سے کہا کہ تم ہمیں لگھڑ چٹانوں پر چلاؤ۔ لیکن ان چڑھ سونے کی وجہ سے وہ ہمیں مسلمان نہ کر سکے۔ لیکن شملہ کا سید عمارت قادری، دائی شملہ تان گل بھارت کا صحت افزا مقام ہے۔ ان پڑھ مسلمانوں نے ہم سے کہا کہ آپ شملہ چلے جائیں وہاں تمہیں بڑی مساجد بھی ملیں گی اور گھر پڑھانے والے علماء بھی ملیں گے۔

تمنا آبرو کی ہو اگر تھوڑا جتنی میں
تو کانٹوں سے ابل کر زندگی کرنے کی ٹو کر لے

قافلے والے دھری طرف چلے گئے ہم سب، علماء دینی کی تلاش میں شملہ کی طرف چل پڑے۔ دو چار دن کے چلنے کے بعد ہم ایک برعاقبی علاقے میں داخل ہو گئے وہاں دور دور تک برف کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا یہاں شدید برعاقبی کا دورہ اڑے عجیب ہمارا دکھا رہے تھے۔ برف کی وجہ سے چٹھڑیاں جاں کا بھی نام و نشان تک نہ تھا ہوا تھا ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس برعاقبی پہاڑ کو ہم کس طرح عبور کریں گے۔ والدہ ماجدہ برعاقبی تو دے پر کڑی خدا کو لہار کے لئے پکار رہی تھی۔ اسے اللہ تو ہمارا حامی و ناصر ہے تو ہماری راہنمائی فرما کہ ہم سراج مستقیم اختیار کر سکیں۔ ”اے اللہ تو سچا خالق ہے تو زبردست ہے، میں کمزور ہوں مجھے ہر وقت حیرت ہے ہمارے کی ضرورت ہے، تیرے ہمارے کے بغیر میں ہے کس درں۔ میں معلوم ہوں اور تو فرما کا کہنے والا ہے۔ تیری مخلوقوں اور جاتوں کا سوا ہے۔ تو ہمیں ہماری منزل تک پہنچا۔“

ابھی دلوں سے لگی ہوئی دھماکا رگڑا روپ حضرت میں مسجوب ہوئی، پہاڑ کی بلندی پر ایک مکان نظر آیا غریب کھیلنے پر معلوم کیا کہ ایک ڈاک خانہ ہے۔ یہاں ایک بوڑھا چوکیدار اپنے بال بچوں سمیت رہتا ہے۔ چوکیدار نے جب ہمیں اپنے پاس دیکھا تو بہت خوش ہوا کھانا وغیرہ کھایا اور آرام کرنے کیلئے بکدوی۔ ہمارے چچے پر بوڑھے چوکیدار نے بتایا کہ یہاں ان برعاقبی پہاڑوں پر اسی طرح کے ڈاک خانے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں موسم بہار میں سیاح اور اطراف ان آکر ٹھہرتے ہیں۔ دو دن کے قیام کے بعد چوکیدار سے رخصت کر کے ہم نے پھر سفر شروع کر دیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ برف سے اٹھنے ہوئے بلند پہاڑ پر سے ہم تینوں ہاں بیٹے گزر رہے تھے، نیچے وادی میں ایک دریا رواں دواں تھا، چٹھڑیاں پر کہیں کہیں ڈاک کے قدموں کے نشان تھے۔ اس علاقے میں ڈاک لے لیے تیرے باجمہ میں لئے ہوئے ایوانی سرانجام دیتے تھے۔ اس لیے تیرے سے بعض اوقات وہاں جان کی حفاظت بھی کرتا تھا لیکن ہمارے پاس اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار تو کھالیک چھوٹی سے لاشی بھی نہیں تھی۔ ہم بھر بھی سڑک کر رہے تھے کہ کہا تک ایک برعاقبی غور اور پیچھ کوئی طرف آتے دیکھا شاید وہ بھی کئی دنوں سے جھنکا تھا برف پر انسان کو کچھ کر بہت خوش ہوا اور پھٹا اٹھیں لگا تا ہوا ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا، میں نے والدہ سے کہا کہ کیا ہو گا اور ہم اس درخت سے کس طرف بھاگیں گے۔ والدہ نے کہا کہ ٹھہراؤ تمہیں، جس اللہ کی تلاش میں ہم جا رہے ہیں وہی ہمیں اس درخت سے بچائے گا۔ اسے میں دیکھ کوئی بھی تمہیں گز کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ جب رقت آج بھر تھا۔ پہاڑ کی چوٹی برف پوش چٹھڑیاں بیٹے

ساحبات الفضل۔ یعنی اہل بیتؑ سے کام لیا۔ حضرت سنی علیہ السلام کے لئے ”مصلیٰ“ کو اتار دیا اور دیا۔ ہمارے پیارے رسولؐ مقبول علیہ السلام کے صحابہ کرام پر رضوان اللہ تعالیٰ انہم علیہم اجمعین کی دعا کے لئے جبکہ ہر میں ملائکہ سترہین کی فوج نازل فرمائی۔ ابھی ابھی آپؐ نے سنا کہ ایک ساقی صریح کے در پر ایک اللہ والے کے قاتل کو قتل کر دیا اور غولیاک درندہ کو ایک چلی میں فٹم کر دیا جو مظلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بے نیاز ہے اگر ہم دنیا کی برائیوں سے قویہ کر کے اللہ کی طرف جنھیں اللہ سزا دے کہیں چلنے کے بتائے ہوئے رہتے پر چلیں تو اس میں ہمارا اپنا کدو ہے۔ اگر ہم اس کے برعکس اور اور ہو سکتے ہیں تو خود اپنے لئے ذلت کے گڑھے کو بھریں گے۔ اگر میں آپؐ سے بچوں کہ اسلام بچا کدو ہے تو آپؐ فوراً کہیں گے ہاں۔ بلکہ آپؐ بڑی کہیں گے کہ اسلام کے بغیر گذار نہیں ہے لیکن آپؐ جان بوجھ کر اسلام کے اس صاف سترے مانتے پر چلنے کی بجائے سو شلوم اور کیونم جیسے باطل راستوں پر چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ انھیں صدائیں کہ ہم لوگ محمدؐ رسول اللہ ﷺ کے دامن کو چھوڑ کر کیونم اور سو شلوم کے باطنی لیٹن اور سان کے پیچھے چنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ والے سے مسلمان کی جو تعریف سنی تھی جس کو ہم مسلمان ہوئے تھے آج وہ انھیں بھی نظر نہیں آ رہی ہے۔ ہم نے اس اللہ والے سے یہ سنا تھا کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد عرب کے چند بدوؤں کی نظروں میں قیصر و سرئی کے خواجرات و ریت کے ذمات کے برابر بھی نہ تھے لیکن آج میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ پچھلے مسلمان ایک پانی کے لئے بھی اپنا ایمان کیوں بیچ دیتے ہیں۔ اور کیوں اسلحہ و خوراک بھرتے ہیں۔

میں آپؐ سے نہایت ہی عاجزی سے عرض کروں گا کہ آج بھی ہم شہیل جانیں اور خدا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن ہو جائیں تو ہر طرح کی کامیابی اور کامیابی آپؐ کے قدم چومنے کی اور آپؐ تمام دنیا پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ خالق ارض و سماں ہم سے کہہ رہے ہیں

کی قوم سے دعا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں جہاں ہے کیا قوم و قوم تیرے ہیں

آئیے یادگار و بے عزت میں ہاتھ پیٹا لیں اور کہیں:

وَمَا تَنْتَظِرُ إِلَّا إِلَهُكَ يَا إِلَهُ الْعَالَمِينَ
اے ہمارے رب بے شک ہم نے ایک خدا کو نہا کر ہاتھ پیٹا ایمان کے لئے اور کہتا تھا اپنے رب پر ایمان لاء۔ پس ہم ایمان لائے اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہم سے دور کر دے کہ ہم نے ایمان لائے اور کہتا تھا اپنے رب کو لوگوں کے ساتھ۔

وَمَا لَا تَفْرَحُ قُلُوبُنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ



آپ کی اچھے کاموں کا علم رکھتے ہیں..... کریجے؟

روز قیادت

روز قیادت

آپ کوئی سرکاری دفتر میں یا کسی نجی ادارے کی انتظامیہ کا حصہ کسی سیاسی یا مذہبی جماعت کے درجہ میں یا کسی سماجی یا دینی تنظیم کے عہدہ پر کسی مدرسے، محکمے کے یا سکول کے پرنسپل یا ایجنٹ کوئی ذاتی کاروبار یا ٹیکسٹری چلا رہے ہیں اور جبکہ آپ کا منصب آپ سے روزمرہ زندگی میں قدم قدم پر اپنی فائدہ اور شاندار انتظامی کارکردگی کا تقاضا کرتا ہے درج ذیل میں ہم نے جدید انتظامی علوم کی روشنی میں آپ کے لئے ان ذاتی و صاف مہارتوں اور شخصیتوں کی نشاندہی کی ہے جن کو اپنا کر آپ اپنی شخصیت میں مزید گہرا اور جلا بیٹ پیدا کر سکتے ہیں اور خود کو تنظیمی اعتبار سے مزید یا وہ سے زیادہ قبول و پذیر اور ہمارا دار بنا سکتے ہیں۔

نقوی مہارتیں

☆ حالات کے مطابق حکمت عملی کی تشکیل

- 1۔ اپنے ادارہ یا تنظیم کے منصب الہین مقاصد و اہداف پالہ جیوں اور حکمت عملیوں کا مکمل شعور حاصل کیجئے۔
- 2۔ اپنے مصلحت دار و کار میں ہمیشہ ترقیاتی تاثر (Strategic Perspective) میں کام کیجئے۔
- 3۔ حالات کان کے متبع تر مضمرات (Implications) کی روشنی میں کھینچی کو شش کیجئے۔
- 4۔ اہم ترین ترقیاتی اثرات (Strategic Impact) کے حامل اقدامات اور کارکنوں کی نشاندہی کیجئے۔
- 5۔ انتخاب کرنے پر حالات کی جو مجموعی صورتحال دکھائی دیتی ہے اسے روزمرہ سرگرمیوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کیجئے۔

عملی مہارتیں

☆ تعاون اور اندامی منصوبہ بندی

- 6۔ مختلف اقدامات اور سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کیجئے۔
- 7۔ کاروباری حکمت عملیوں کو واضح اہداف اور مذمہ داریوں میں تبدیل کیجئے۔
- 8۔ بجٹ اور دیگر مالیات کے منتقلی تحفے تیار کیجئے۔
- 9۔ عملدرمیان کی پیش پیش کرتے ہوئے ان کے بروقت عمل کے لیے مناسب بجائی منصوبہ تیار کیجئے۔
- 10۔ مختلف حلقہ ہائے کار کی سطح پر جاری منصوبہ جاتی کوششوں کے مابین رابطہ برپا کیجئے۔

☆ فیصلہ کن اور نمونی اندازہ

- 11۔ مسائل کا تلف نظر ہائے نظر سے تجزیہ کیجئے۔
- 12۔ بروقت فیصلے کیجئے۔
- 13۔ نمونی اور موثر فیصلے کیجئے۔
- 14۔ غیر یقینی صورتحال میں فیصلے کیجئے۔

☆ ذمہ داری کی جتنی

- 15۔ تنظیمی مقاصد کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے مناسب تنظیمی ڈھانچہ (مرد و عورت) اور ان کے افعال و وظائف تشکیل دے کیجئے۔

16۔ اپنی ٹیم میں اعلیٰ اور با صلاحیت افراد کو شامل کیجئے۔

17۔ ایسی مہارتیں تیار کیجئے جس کے ارکان اضافی صلاحیتوں کے حامل ہوں۔

18۔ طویل المدت سے ملے جاتی چیلنجوں (Staffing Challenges) کی پیش بینی کرتے ہوئے ان کی نشاندہی کیجئے۔

19۔ جماعت ہائے منصوبہ اور دیگر کارآمد گروہوں کو موثر انداز میں بروئے کار لائے۔

☆ قوت عمل

20۔ تنویض کردہ امور کے ساتھ واضح طور پر جان کیجئے کہ آپ کارکنان سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟

21۔ مختلف امور کو جہاں تک ممکن ہو پرتی ترین سطح تک منتقل کیجئے۔

22۔ لوگوں کو اس بات کی دعا کیجئے کہ وہ اپنے فرائض و ذمہ داریاں خود اپنی مرضی کے مطابق انجام دے سکیں۔

23۔ جب اور جہاں بھی آپ کی ضرورت ہو تو مدد اور تعاون کے لیے آمادہ اور مستعد رہئے۔

- 24۔ جماعت افراد کی کارکردگی پر گہری نظر رکھیے اور اگر مطلوبہ اہداف پر سے نہ اور بہت ہوں تو ان کی کارکردگی کا رٹن دوبارہ متعین کیجئے۔
- 25۔ دستیاب وقت کو گنج ترین مصرف میں لانے کے لیے اپنے اجلاسوں کی فٹنی منسوبہ بندی کیجئے۔
- 26۔ ملازمین کے لیے کارکردگی کے اعلیٰ معیار و اہداف مقرر کیجئے۔
- ☆ کمزور اوصاف و مہارتیں

- ☆۔ سمت کا تعین
- 27۔ سمت سمت کا تعین کیجئے۔
- 28۔ مشترکہ سوچ کو پرمان بن جائیے۔
- 29۔ جماعت کار کے لیے واضح سمت کی نشان دہی کیجئے اور ترجیحات کو فوجی حکم انداز میں بیان کیجئے۔
- 30۔ افراد کار کی انفرادی ذمہ داریوں اور فرائض کا واضح انداز میں تعین کیجئے۔
- 31۔ جماعت کار کے مشن اور تنظیمی نصب العین میں رہا یہا کیجئے۔
- 32۔ دوسروں کے سامنے جماعت انیم کے مشن اور حکمت عملیوں کو واضح اف انداز میں پیش کیجئے۔
- ☆۔ جرات و انداز قیادت
- 33۔ کسی بھی مسئلہ پر ایک واضح موقف اختیار کیجئے اور اہم معاملات میں فوری فیصلے کیجئے۔
- 34۔ مشکل ساز اور کامران جرات کا مظاہرہ کیجئے۔
- 35۔ دوسروں کو متوجہ کیجئے کہ وہ سخت اور مشکل فیصلے کرنے کی جرات کریں۔
- 36۔ آپ جس بات کو درست سمجھتے ہوں اس کے بارے میں سخت سخت اور بات کا مظاہرہ کیجئے۔
- ☆۔ دوسروں پر اثر انداز ہونا
- 37۔ اپنے گروپ میں جلد اور جلد دوسروں کی توجہ اور عزت حاصل کیجئے۔
- 38۔ ترجیحات و انداز میں گفت و شنید کیجئے۔
- 39۔ اپنے موقف کی وضاحت کے لیے غصوں و جرات بیان کیجئے۔
- 40۔ دوسروں کی مدد اور تعاون حاصل کیجئے۔
- 41۔ دوسروں کو مل پر آمادہ کیجئے۔
- 42۔ اعلیٰ انتظامیہ کے عملوں کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے اور یہ لہجہ بازی کے عمل پر اثر انداز ہونے کی کوشش کیجئے۔

- ☆۔ باہم مل جل کر کام کرنے کا جذبہ پامان
- 43۔ ٹیم کے تمام افراد کار کی خدمات کی تکمیل سے قدر کیجئے۔
- 44۔ مختلف افراد کار پر اثر انداز ہونے والے منصوبوں اور عملوں کے عمل میں شریک کیجئے۔
- 45۔ ٹیم کے اندر ٹیم ورک کے جذبہ کو فروغ دیجئے۔
- 46۔ مختلف گروپوں کے مابین بھی ٹیم ورک کے جذبہ کو فروغ دیجئے اور ہم اور وہ کے تصور کی حوصلہ دہنی کیجئے۔
- 47۔ ٹیم کی کارکردگی اور خدمات کا اعتراف کیجئے اور ان کی بے پرائی کے لیے تعزیرات کا اہتمام کیجئے۔
- ☆۔ دوسروں کو متوجہ کرنا
- 48۔ کارکنوں تک اس جہاز کو نام کیجئے کہ آپ اپنے فرائض و ذمہ داریوں کی بلطریق احسن انجام دہی کے لیے ان کی قابلیت و اہلیت پر اعتماد کرتے ہیں۔
- 49۔ لوگوں کو حسن عمل پر آمادہ کیجئے۔
- 50۔ ایسی سازگار دھند تشکیل دیجئے جس میں لوگ اپنے کام سے لطف انداز ہو سکیں۔
- 51۔ حسن کارکردگی پر لوگوں کو انعام و اکرام سے نواز دیجئے۔
- 52۔ ہر فرد کو ایک اثر و نفوذ دینے کا طریقہ اختیار کیجئے۔

- 53۔ دوسروں کی خوبیوں اور قابلہ اصلاح کامیوں کا صحیح اندازہ کیجئے۔
 54۔ لوگوں کو آگاہ کیجئے کہ وہ کب زیادہ باخبر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔
 55۔ انہیں یہ بھی بتائیے کہ کب تک آپ کی توقعات کے مطابق نہیں ہوتے۔
 56۔ لوگوں کو ان کی اپنی مہارتوں کو بڑھاتی دینے میں ان کی اپنی مدد اور ہمدستی کیجئے۔
 57۔ انفرادی صلاحیتوں اور مہارتوں کو فروغ دینے کے لیے لوگوں کو مشکل اور دشوار امور اور اہمال کو پیش کیجئے۔
 58۔ یہ جاننے کی کوشش کیجئے کہ آپ کو کب باخبر افراد کی مگرملی کرنی چاہیے اور کس وقت انہیں اپنا کام آپ کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دینا چاہیے۔

۵۴۔ تہذیبی برپا کیجئے

- 59۔ طرز اپنے فرائض دار کے انداز اور ہر نئے اقدامات کا آغاز کیجئے۔
 60۔ سر میں اور گھسے سنے طور طریقوں کا پختہ کیجئے۔
 61۔ دوسروں کو تہذیبی اور اصلاحی اقدامات پر ابھاریے۔
 62۔ تہذیبی کے عمل میں دوسروں کو اثر یک کیجئے۔
 63۔ لوگوں کو اپنی طور پر آباد کیجئے کہ وہ تہذیبوں کی حقیقت نامیت اور افادیت کو سمجھ سکیں۔
 64۔ تہذیبی کو برپا کرنے کے لیے، نگارنے کے کاموں اور روحانیوں کی تشکیل کیجئے۔
 شخصی تعلقات استوار کرنے کی مہارتیں

۵۴۔ روحانی تشکیل

- 65۔ لوگوں کے ساتھ معاملات میں صاف اور مخالف کردار اپنائیے۔
 66۔ اپنی دستیابی کو مکمل بنائیے۔
 67۔ ماتحتوں کے ساتھ موثر روابط کا دار (Working Relationships) قائم کیجئے۔
 68۔ اپنے رفقاء کے کار کے ساتھ بھی موثر رشتے استوار کیجئے۔
 69۔ اپنی انتظامیہ کے ساتھ بھی اپنے تعلقات کار کو موثر انداز میں تشکیل دیجئے۔
 ۵۴۔ سیاسی حقیقت پسندی سے کام لیجئے۔
 70۔ اس بات کا صحیح طور پر اندازہ لگانے کے کون سی لڑائی (Conflict) واقعی لڑی جانے کے قابل ہے۔
 71۔ دوسروں کی حیثیت اور تعلقات اور عمل کا صحیح صحیح اندازہ لگائیے۔
 72۔ دیگر مناسب اور امور پر فائز کلیدی اور اہم شخصیات کے ساتھ خفا اور مراسم قائم کیجئے۔
 73۔ کام کالے کے لیے تنظیم میں قائم خیر کی سطحوں (Net Works) کو برپا کرنے کا راستہ۔
 74۔ انڈسٹری اور تجارت میں موثر افراد سے مضبوط روابط استوار کیجئے۔
 ۵۴۔ موثر انتظام کاری اور فنی رکاوٹوں کو مہور کیجئے
 75۔ تعصبات اور عدم برداشت کے رویوں کا جرات سے سامنا کیجئے۔
 76۔ ایسا ماحول تشکیل دیجئے جس میں متوجہ فنی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کو مطمئن محسوس کر سکیں۔
 77۔ مختلف فنیوں میں پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کی اس طرح مدد کیجئے کہ وہ تنظیم میں کامیابی کی منازل طے کر سکیں۔
 ۵۴۔ تنظیم کا ماحول

- 78۔ اختلاف رائے کا اظہار نہایت سلیقے اور احتیاط اور دوسروں کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے خوبصورت انداز میں کیجئے۔
 79۔ تنظیم اور ادارہ میں اپنی جاننے والی کسی بھی قسم کی تبدیلی، تخلص اور تنازعہ کی کیفیت کو ذہنی تہ سے جلد از جلد حل کرنے کی کوشش کیجئے۔
 80۔ جہاں تک ممکن ہو ایسے حل تلاش کیجئے جس میں کسی بھی طریق کو شکست کا احساس نہ لایا جائے۔
 81۔ مختلف نقطہ رائے نظر اور مختلف خیالات افراد کے مابین بات چیت اور کارکردگی ماحول۔

☆۔ کھیلے مکالمہ کی حوصلہ افزائی

82۔ لوگوں کے ساتھ براہ راست اور کشادہ دلی کے ساتھ بات چیت (مکالمہ) کیجئے۔

83۔ دوسروں کی حوصلہ افزائی کیجئے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں خواہ وہ آپ کی مخالفت میں ہی کیوں نہ ہوں۔

84۔ اس امر کو یقینی بنائیے کہ آپ کی ہر بات یا عملہ لوگوں کے لئے ہمیشہ حیران کن اور باعث تعجب نہ ہو۔

85۔ دوسروں کو بھی اصطلاحات و معلومات تک رسائی کا عمل حق دیکھئے۔

86۔ دوسروں کی جانب سے فراہم کردہ معلومات اور تجاویز کو چری قبول اور دلچسپی کے ساتھ غامت کیجئے۔

87۔ لوگ جو کچھ کہیں گے انہیں طرح طرح کی گھنٹی کی کوشش کیجئے تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

☆۔ اپنی گفتگو کو مؤثر بنائیے

88۔ ہمیشہ شفاف، سلیس، مبہم اور مختصر گفتگو کیجئے۔

89۔ اظہار خیال کرتے ہوئے اہم نکات یا اصل مسئلہ پر توجہ مرکوز کیجئے۔

90۔ ایک سے زائد اطراف یا اجتماع کے سامنے اظہار خیال کرتے ہوئے ہمیشہ پراحت اور سوجھ بوجھ اور موثر انداز میں گفتگو کیجئے۔

91۔ گفتگو کرتے ہوئے صاف، رواں اور سست انداز پر ان اختیار کیجئے۔

92۔ کسی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو اپنے موقف کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کے لیے عقلی و فنی معانات کا استعمال کیجئے۔

93۔ کسی بھی موقع پر اظہار خیال (Presentation) سے پہلے نچر، جاری اور حتمی کیجئے۔

خود ترقی ملی مہارتیں

☆۔ نتائج کی جانچ

94۔ ہدف کے حصول کو اولین ترجیح دیجئے۔

95۔ جب مناسب ہو کارکنوں میں صورتحال کی تخلیق کا احساس پیدا کیجئے۔

96۔ مسائل، مشکلات کا دورے، مزاحمت اور راسخوال کے ساتھ سامنا کیجئے۔

☆۔ مقصد کے حصول کی گنج

97۔ ذاتی طور پر اپنے لیے کارکردگی کے بلند معیارات مقرر کیجئے۔

98۔ دوران کار سے بے منتظرانہ حوصلہ کیجئے۔

99۔ جان کیے بغیر نئے کے اقدامات کا کردار نبھانے کا آغاز کیجئے۔

خود اقتصادی مہارتیں

☆۔ باہمی ادارہ

100۔ دوسروں کا اعتماد اور اقتدار حاصل کیجئے۔

101۔ اپنے قول و فعل میں صداقت پیدا کیجئے

102۔ اپنے وعدوں کا ہمیشہ پاس کیجئے

103۔ ایک یا اصول اور بااخلاقی قائم و مستحکم ہونے کا ثبوت دیجئے۔

☆۔ خود کو بدلنے اور کیجئے ہر آدمی

104۔ اپنی ناکامیوں اور ناپسندیدہ واقعات کی غماز میں غور کیجئے۔

105۔ اپنے رویوں میں یکساں پیدا کیجئے۔

106۔ وقتی کاموں اور صورتحال کے دوران غیر حتمی صورتحال میں بھی فیصلہ کی انداز میں اپنا کام جاری رکھیے۔

107۔ خود پر تنقید کا غیر مقدم کیجئے اور اس دوران خود (Self Defensiveness) اور یا اختیار کرنے سے گریز کیجئے۔

108۔ مناسب حد تک عمل درآمد کا مستحکم کام کیجئے۔

109۔ کارکردگی کا معیار پر بدبھروسہ جانے کے لیے دوسروں کے دو گنل تاثرات (Feed Back) سے آگاہی حاصل کیجئے۔

110۔ اپنے تجربات اور دوسروں سے ملنے والے تاثرات (Feed Back) کی روشنی میں اپنے رویوں میں مثبت تبدیلیاں لانے کی کوشش کیجئے۔

قادہ انصاف سے متعلق اہم شخصی رویوں کی ہر ایک ناقص فہرست ہے جس کی روشنی میں انتظامی اور قائدانہ ذمہ داریوں پر فائز ہر شخص حقیقت پسندانہ انداز میں اپنی شخصیت اور کارکردگی کا تقاضا جائزہ لے سکتا ہے۔ لازم نہیں کہ ہر فرد ان تمام اوصاف مفیدہ سے متصف ہو، البتہ یہ ضرور ہے کہ جس شخص میں یہ اوصاف جس قدر زیادہ اور مناسب توازن و تناسب کے ساتھ پائے جائیں گے وہ اسی قدر موثر انداز میں قیادت کے فرائض انجام دے سکے گا۔ یاد رکھیے کہ کسی بھی قائد یا تنظیم کی حقیقی قوت کا سرچشمہ وہ اسلوب ہے جو ایک پر خلوص باصلاحیت اور اہل قائد کے طور پر اس کے کارکنان یا قاصدین میں اس کے متعلق پایا جاتا ہے۔

سب سے مشکل کام اپنے اہل موجود عناصر کی تلاش اور ان کی صحیح نگرانی ہے۔ اس کے لیے ہر خلوص جستجو اور خود انحصاری کے پائیزہ جذبہ کی ضرورت ہے۔ اپنی اداؤں پر ذرا غور فرمائیے، اہل خاندان اور شخص احباب سے دریافت کیجئے، اپنے گرد و پیش سے قانون میں پڑنے والی ناخوشگوار آوازوں کا تجزیہ کیجئے اور دیکھئے کہ کارکی غلطیات کا جائزہ لیجئے آپ سب آجہ جان پائیں گے۔ خود سوچئے اور اپنے شخص ساتھیوں سے پوچھیے آپ ان شخص کو تاویں کو کیوں کر دہر کر سکتے ہیں اور مطلوبہ رویوں کی پرورش کس طرح ممکن ہے؟

ذکورہ بالا قائدانہ اوصاف کو اپنی شخصیت میں ادا کر کے آپ نہ صرف اپنی استعداد کار (Efficiency) میں اضافہ کر سکتے ہیں بلکہ مصلحت و مسائل کو زیادہ بھروسہ و موثر انداز میں استعمال کر کے اپنے گھر، دفتر، سکول، مسجد، مکتب، مدرسہ، خانقاہ، دارالعلوم، تنظیم، تحریک، سیاسی و سماجی جماعت کی کارکردگی میں بھی بے پناہ اضافہ کر سکتے ہیں۔



یادیں بھئی اور باتیں بھئی

تسرت کی کیا شکایت تھوڑا سا گلہ کیا؟

ماہر شیخ محمد اسلم

روا پختی سے آگراپہا ناول جاسمیں توجہ رنگ سے تقریباً 30 کلونٹر کے واسطے پر ایک معروف بزرگ ہیں جن کے مزار کی نسبت سے ایک کاہن وندہ شاہ واد لکھتا ہے۔ یہ سچان رحمت، ہوائی، سادہ کی تاریخ میں وہی شہرت رکھتا ہے جو بخاری اور حنفی بھاکری سادات کی تاریخ میں ابوقریب کو حاصل ہے۔ وہ اپنے کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ مزار کی نسبت محترم ہے نظیر کہ فروغ ہلال کی وجہ سے یہ ملک خیال گزرتا ہے کہ محترم کو ہندو مزارات سے حقیقت بھی تو قبول ٹھہر نہ مگر طریقے کے نام پر جنہوں نے اپنے بے گامہ کھانہ، ٹھوڑا سا میں گھبراہٹوں کو شوق کی تاریخ میں بے نظیر کا ذکر چھاپا میں لیکن اب قریب سیر نصیر اللہ یحیٰ شاہ کوڑی نے کتاب دور کردیا ہے اور محترم کی شان میں انہوں نے جو قصیدہ لکھا ہے اس کے یہ اشعار سادات کے لئے نیکان مصلحت ہیں۔

بات ہو رہی تھی وہ شادی والی کی اس عظیم مجلس کے داخل ہونے پر اس میں آپ بھول ہی جاتی ہے۔ جس کا وہ سوال ہے۔ وہ کہ شادی بھی اس کا نہیں آتے جانتے رہے ہیں۔ میں نے شادی کی معیت میں یہ انہوں کی طرف درخون خرکے ہیں۔ جب بھی آپ یہاں سے گزرتے ہیں۔ دیکھ گھروں کی اس جگہ سے سامنے شادی کا گڑھی سے نکل کر کھڑے ضرور ہوتے ہیں۔ یہ گاہن کو کہتے ہوئے عین آپ وہاں کا معمول ہے۔ لگتا ہے۔ ہاں اس گاہن میں شادی کی جگہ کے کچھ ہوتے ہیں۔ جن میں ہاؤس کے نقوش جھلکاتے ہیں۔ وہ بات میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ جب کہ اس میں یوں پر کھڑی ہوا عانی میں شادی کا گڑھی سے نکلے اور سوال کا اس کے سامنے ایک عوامی کے رخصت کی بات میں دیکھ گئے۔ ہم سفر ماضی اچھی طرح عموماً کر رہے تھے کہ شادی کے دن میں اس گاہن سے وابستہ تھا۔ یہی ہیں جن کی شمعیں جلانے کے لئے آپ ہم راہ بیٹھ گئے ہیں۔

[illegible]

نے مجھے گرائی کرنا چاہا تو دوسرے صحراؤں میں میرا سر کا بڑا، بڑا گھما کر بھروسہ دلا۔ یہ، خطیب، غل باز، ادا، سختی، سید فرحت، عباس
شاہ جو میری زندگی میں سامنے کی طرف میرے ساتھ رہا، میرے قصوں اور قصوں میں میری مشکلات اور مسائل میں، انتہائی تھاجوٹم پاؤں، بہت
دلا اور مجھے خوش رکھنا ہی اس کی زندگی کا مشغور تھا۔ وہ گرفت کے فوڈز یا دہشت میں اعلیٰ منصب پر فائز ہوا لیکن ایک دن اس نے مجھ سے
دراہما ہاتھ لگا لیا کہ کیا مجھے شہادت کمانے کی اجازت دیں یا پھر ماں باپ سے امریکہ جانے کی اجازت دلوائیں، مجھ کو ہی گھوڑوں میں میرا گزارا
ضمیمہ دلوادی کہتے ہیں مجھے تھوڑی سی مشکل پیش آئی لیکن سید فرحت عباس شاہ کو امریکہ جانے کی اجازت دلوادی۔ شاہ جی سے مزید گفتگو
لیکن لوگوں اور فرقہ اور پیر کے آئینہ نظر میں چھانچے اس لئے کہ شاہ جی کا فرحت عباس اب نیات رخصت ہو چکا تھا۔ شاہ جی کے چہرے پر
سرب نی گہری چھایا اس نے تجسس پیدا کیا کہ ہاں سید فرحت عباس شاہ سے شاہ جی کی وابستہ یادوں میں اتنا تعلق کیوں ہے۔ ایک دن ہم چھٹی
ایا اور شاہ جی کی پختہ جی میں نے ہاتھ شپ میں بھٹکا کر لیں۔ شاہ جی کی شہ قمر میں پڑھنے والوں کو ان کی برکت کوئی اور درجہ ان کے نظروں میں
لگ سا آئے گا۔ آپ فرماتے ہیں

سید فرحت عباس میرا دوسرے، لالہ کی کی نسبت سے تکی، بھلاہوئی، بہنہار شاہ کہ اور میری محبت تھی وہ میرے ساتھ رہنے اور ملنے میں
بیش کرم جوش تھا۔ مصل میں خدمت جہاں تھوڑی چارواں لیتا، دین میں اختراع تھی۔ نازک جسم نہیں، ہر دم متحرک ہوا اس میں خرم پار کی
آہری۔ خلاصت قرآن مجسم اس سے کبھی نہیں دی۔ وہ دوشرب، ذرا ان ایک جزا پار ضرور پڑھ لیتا۔ لب میں تکی کم تھی لیکن نقد و جرت پر
گرفت تھی۔ سید چھاپا سید پر ہر کونسا تو تعلق اور پایہ بہت بلکے لفظ دوتے ویسے بھی اگر وہ کسی کی چٹکی لیتا تو حیدر مصلوں کا رجسٹراں اس کا
تھا۔ فریب پر درخت انسان دوست، کچھ مصل پوسٹ (Capital Post) کا پتہ خیر، اور انگریزی خوب لکھتا تھا۔

سید فرحت عباس شاہ کا امریکہ جانا میرے لئے امتحان بن گیا ایک دن ایک ایک لڑکی بلکہ عورت کی اس نے فون پر مجھ سے گفتگو کر دی۔
”شاہ جی میں بھائی لڑکی ہوں اور یہاں ایک مقامی یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں آپ سے ایک سوال ہے آپ میں ہیں مجھے امید ہے وہ نہیں
فرمائیں گے۔ اگر آپ سید فرحت عباس کو مجھ سے شاہ جی کی اجازت دے دیں تو میں مسلمان ہو سکتی ہوں اور میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی
مسلمان ہو سکتے ہیں۔ میں نے کہا فریا لیکن سید فرحت عباس میرا جنونی ہے، میری اجازت سے میری لیکن پر کیا گزرسکی۔ اس کے تین
بچے ہیں، وہ زندہ ختم ہو جائیں گے۔

لیکن شاہ جی میرے اسلام کا کیا ہے؟ کیا لڑنے لکھنے کے لئے مجھے شہادہ دیا؟ ہم اس سوچا ہوں ”میں نے اپنی لیکن شہادہ سے بات کر لی
اور اسے کرنا کے مشغولوں سے لے کر جہاد کے فوٹ تک سیدوں کی تاریخ پار کر دلی ہر فیصلہ کر لیا کہ سید فرحت عباس کو بیٹھ کے لے امریکی
تہذیب کے قبرستان میں چند لوگوں کے ساتھ اس کی خاطر دفنوں۔

میں نے چند لوگوں کے اسلام کی خاطر کچھ لوگوں کو جنم کی آگ سے بچانے کی غرض سے سید فرحت عباس شاہ کو امریکہ میں شہادی کرانے کی
اجازت دے دی۔

امریکا میں سید فرحت عباس کی وجہ سے، کچھ لوگوں نے ایک مسجد بھی بنائی اور سجادے، مندر، روٹیں، گلیاں، اسلام بھی ہو گئیں لیکن میرا
خانہ ان انسانی، لیکن اور مسلسل مصائب کی دلدل میں بکھر گیا۔

چراغ من صبر سے کہا تھا

فلاک تمنا دل اس سوچ میں رہتا ہے
یوں ہے تو کیا یوں ہیں تو کیا ہے

سید فرحت عباس شاہ امریکی غریبوں اور مسرتوں کی جامعہ میں رہنے لگ گیا۔ ایک دن ایک اس نے فون کیا کہ شاہ جی میں نے ایک
خواب دیکھا کہ میں خود ہی جیسے جا رہا ہوں سے آنحضرت آہٹا گیا ہوں اور مجھے کچھ کہے کہ آخر آنے لگ گیا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میری
روح میرے جسم سے جدا ہو رہی ہے۔ ناہوشی میں دلی تو ہوں لیکن شاید میرا آخری وقت قریب ہے مجھے معاف کر دیا۔

دوسرے دن پھر فون آیا شاہ جی خواب میں مجھے ایک جہاد پڑھنے کا موقع ملتا ہے تو صبح کی زیارت کے لئے آگے چڑھا ہوں تو بیت کی
جگہ میں خود ہی ہوتا ہوں۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے وقت آ گیا ہے کہ میں آپ سے رخصت ہو جاؤں۔ کیا میرے لئے معافی ہو جانے گی۔
میری وصیت ہے کہ مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے دیا۔

پھر چند دن بعد ان کے اہل قریب نے مجھے فون پر یا فون ساک خبر خانی کہ ذاتوں، قبیلوں، اہل قریبوں اور پتہ ہوں کی انجیاں دے

والد فرحت مہاس اچانک اس دنیا میں چاہیلا ہے۔

کیا تیرا بگڑا RCT نہ مرنا کوئی دن یاد

سید فرحت مہاس شاد کو شادی کے قدموں میں ان کی وصیت کے مطابق دفن کیا گیا۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ شادی کے والد گرامی اور والدہ محترمہ کے قدمین میں دفن ہونے کی قسمت پائی ہے، لیکن ہمارے والد اس کے کہ شادی صبح شام فرحت کے سر پانے اس کے لئے دست بردار ہوتے ہیں لیکن ایک کرب سا شادی کی زندگی کا حصہ بن گیا ہے۔

شادی پر ایک دن شادی نے اچانک کھانے کے لئے مجھے بلایا تو میں نے رکھا ایک صاف رنگ تیرا سا بچہ آپ کے پاس بیٹھا ہے گول موال، غرض صورت، مانتائی پیرا۔ شادی اسے خود کھانا کھلا رہے ہیں۔ پوچھا کہ کون ہے؟ بلایا میرا دوسرا امتحان سید فرحت مہاس کا بیٹا سید بلاول شاد۔ میں نے خود سے شادی کی موٹی موٹی ترکس اور شادی آنکھوں میں اتارنے کی کوشش کی جیسے شکوں اور آنسوؤں کے دریا میں ڈوب گیا ہوں۔

شادی فرمانے لگے

"ہر امتحان نئی رکھتا ہے

لیکن قسمی کا امتحان بہت کمزور کڑا ہوتا ہے

اے خدا زندگی کے امتحانوں میں کامیابی بخش"

اب فرحت مہاس شاد کی تصویریں سید بلاول شاد اور سید فراز اور سیدہ فاطمہ شادی کے لئے امتحان بھی اور کرب بھی بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ سید فرحت مہاس کے والد سید اعظم شاد اور فرحت کے بھائی سوگند خانمان کے اصل مرنے ہیں لیکن شادی پھر بھی بلاول کی آنکھوں میں فرحت کا صوفہ جتے رہتے ہیں۔ بھانے نیکی باتوں سے غلطی والی دماغیں دردناک کہاؤں کی لاشیں ہیں

دل دیر سا سندھوں ڈونگے



السلامة العامة



سابقہ اطلاعی صدر فرانسسکو کویگا نے کہا ہے کہ امریکہ میں نائن الیون حملے "سی آئی اے" اور "موساد" نے کرائے تھے۔ روزنامہ آف دی نیس اسلام آباد کی 14 جنوری 2008ء کی خبر کے مطابق فرانسسکو کویگا کو گزشتہ روز آئی کے ایک بڑے اخبار "انڈیریلایر" کا انڈر وڈر ہے۔ یہ تھیں نے کہا کہ اگرچہ اتحاد کے سربراہان سامعین لائن نے وہ بلاخرے ستر پہلوں کا حوالہ دیا ہے تاہم امریکہ اور یورپ میں خفیہ اداروں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان حملوں کی منصوبہ بندی "سی آئی اے" اور "موساد" نے کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان طریقہ کار حملوں کی منصوبہ بندی کا مقصد مسلم دنیا کو مشرور افراط کے تحت لاہور عراق اور افغانستان جنگ کے لئے ان کی حمایت حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ بلاخرے ستر پہلے فلائٹ نیٹور کی مدد اور ہر قیامت پہلے کی مسلوں میں تھے بغیر اپنے پتھیل تک نہیں پہنچا سکتے تھے۔ سابق اطلاعی صدر فرانسسکو کویگا کے ڈیوڈ ہارڈیان پر تبصرہ کرنے کا اصل موضوع حق تو اختلاف تھا کہ یہاں کی خفیہ ایجنسیوں کا ہے لیکن یہ کہ انہوں نے مسلم دنیا کو مشرور افراط کے تحت لاہور عراق اور افغانستان پہنچانے کی بات کی ہے اس کے اثرات ہم تو لاہور کا مل اور سقوط بغداد کی صورت کچھ بچے ہیں۔ لاہور کا ملوں مسلمانوں کے لائے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مشترکہ اور مسلح افواج کی کارروائیوں سے بڑھتا رہے۔ ہزاروں شہادت کردی اور دیگر ممالک سرگرمیوں کا سلسلہ جاری شدہ ہے۔ جاریہ مہادی ہے۔ یہ امر بھی ملے ہے کہ اطلاعی صدر نے ڈیوڈ ہارڈیان اس وقت دیا ہے جب ان کے نام کے ماحول "سابقہ" انڈر وڈر ہے۔ سلسلہ بد امنی ان کے کیا مقاصد ہیں وہی خوب جانتے ہوں گے ہمیں تو صرف اتنا ظلم ہے کہ غیر مسلموں کے مسلمانوں کے بارے میں مثبت یا منفی تصورات کے بعد جو اثرات مرتب ہوتے ہیں یا جو نتائج سامنے آتے ہیں وہ کسی بھی فی قیامت سے تم نہیں ہوتے۔ مزید برآں اس بات با اثرات یا نتائج کا ظلم عام مسلمانوں سے زیادہ اسلامی ممالک کے سربراہان کو جتنا ہے لیکن وہ مل کا غلام ہونا، یا اچھے کے مسلمانوں کے لئے سہی لگانے ہوتا ہے۔ مسلمانین عالمی اکثریت وہ بلاخرے ستر کی چابی کے اسباب اور چار کرنے والوں سے کہہ سکتی ہیں کہ ان کے خلاف ہی فائدہ ضرور پہنچتی ہوئی ہے۔ ہمیں عالمی ان کے ایڈیٹر امریکہ بن لائن اور صدر مصداق حسین سے یہاں کے معاملات سے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ نیز یہ لوگ نہت مسلمہ کے کبھی بھی حقوق علیہ تر جان نہیں۔ ہے بدلتا افغانستان اور عراق میں عام لوگوں کی ہلاکتیں، بیشہ باوجود دکھ اور باوجود قتل و قتل ہیں۔ امریکہ کی کامریکہ کی ذریت آخر یہ حاصل ہے جس کے مل بوتے ہمارے انٹیلی بیوروں نے فلسطین کے مسلمانوں کا عرصہ حیات تک کر دکھا ہے۔ چار دہائی کے پور پور کے صدیقی امریکہ نے اپنی عالمی خنزیر کردی اور بین الاقوامی دہشت گردی کو چھپانے کے لئے اپنے ہی کارندوں کے دل سے ایسے اقدامات کئے کہ مسلمانین کو ہشت گرد ٹھہرانے لگے۔ چوری دیکھنے اور جیوڑ دینی دیکھنے، کہتے ہیں کہ ساقی اپنی منافقت کو بیشہ چھپا نہیں سکتا بلکہ اس کی اکثر منصوبہ بندی کٹر وقت ہلاکت ہو جاتی ہیں۔ قبل فرانسسکو کویگا کے کہ وہ بلاخرے ستر افراط لیکن سی آئی اے ہمارے انٹیلی موساد نے منصوبہ بندی کڈ، بے جا کر دھانے تھے اور امریکہ اس کی تردید کرنا تھا جس کی یہ تردید یا ٹھوس پاکستان کے دارے میں ہوگی۔ امریکہ نے بدلت کارکنی ہے کہ پاکستان کے جوہری ہتھیار محفوظ ہاتھوں میں نہیں لہو وہ اس کی حمایت کرنے کے لئے تیار ہے لیکن غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے انٹیلی جنس ایک کجا ہونے سے نہ ہمارے ہتھیاروں کی حفاظت کیونکر کر سکتا؟" حقے پرانی کیا پڑی اپنی ہی "خو" امریکہ کو پاکستان سے پیار ہے۔ اس کے خلاف کو وہ ضروری سمجھتا ہے اور وہ پاکستان کے ساتھ ساتھ پاکستانیوں کا خفیہ خواہ ہے۔ کیا یہ حق ہے یا خوفناک بیان اس کا فیصلہ قارئین کو کام کر دینی اور خوب غور و خوض سے کریں۔ وطن عزیز پاکستان کے شب و روز عرصہ دراز سے انٹیلی جنس کی زد میں ہیں۔ ہم دہشت گردوں کی زد میں ہیں لیکن دہشت گرد ہٹوا کے جاتے ہیں۔ کہ ہائیں ہم پر مسلح کردی گئی لیکن کریم کے نام سے موسوم ہیں۔ میانہ روی کا ہر دے دینے والے ہیں لیکن انھیں جیوڑ دینی ہمارے سنگت کا طریق بن گیا ہے۔ یہ قصور کس کا ہے؟

"کے خنزیر دے لوگ ہی عالمین کے سامنے من و عاشق ہی ہی"

پاکستان ایک بڑی مٹی ملک ہے۔ یہ بڑا دگندہ مٹی بیوہ اور اسکا حال ہے۔ لیکن آج کل آئے کا یہ ترین بھراں درخشاں ہے۔ وہ بیکار، گندہ مٹی کو آسمانوں کی بلندیوں میں کھانگی، مجھے اس موقع پر بدی حال دورہ کرنا یاد رہا ہے کہ کھانے کا سودا گر تھا۔ وہ کہتا تھا کہ "میرا سودا میرے گھر ہوتا ہے لیکن ہمارے زبردست ہے" ہمارا لوگ اسے کہتے تھے کہ ہمارا سودا میرے گھر ہوتا ہے لیکن ہمارے کام کا نہیں۔ بدی حال لوگوں سے جھگڑا ہوا اور ساری پھینک کر خرید کر نیکو داسوں سستی دیا تھا۔ پہلے مٹے میں دونوں فریق بہت خوش ہوتے تھے لیکن بعد ازاں ۔۔۔۔۔ ہمارے عسکرانوں نے وہ بیکار گندہ مٹی ہمارے داسوں پر آدھی اپ جھگڑے داسوں پر آدھ کر رہے ہیں۔ امریکہ کو پاکستان کے جوہری اثاثوں کی فکر لاحق ہے لیکن مسئلہ ہی قتل کے سبب پاکستانیوں کی روٹی کی گرجیں کرنا۔ اسے چاہئے کہ اپنے من کے گندہ کو چھپانے کے لئے اس گندہ کا ماسٹر خیر پاکستان بھیج دے۔ فیس وہ سند دے پھینک دیا کرتا ہے۔ ہم سادہ لوگ ہیں اس طرح اس کے چنگل میں آسانی سے پھنس جائیں گے۔ کیونکہ جس کا کھانے کا نہیں اسی کے گھٹے کا نہیں اور دوسرا ہر افراط یہ نہ تو کا ہمارے عسکرانوں کے پاس امریکہ کے ساتھ ہوتی کا مشورہ مل جاتا ہے کہ ہمارے

امن و امان کے بارے میں الجھا ئی گئے۔ ہمارے پاس کوئی آگئی نہیں ہوگا۔ کوئی خودکش حملہ نہیں ہوگا۔ کسی مسجد یا امام دارگاہ کے گرد دھواں نہیں
 لگے گا۔ پولیس و بالوں کو پھر وہ پتہ کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ وہی پولیس والے جن مساجد و امام دارگاہوں کے پاس وہ رہتے تھے وہاں
 اٹھوں کے نمازی ہوں گے۔ نہ ہی صاف طرح سے گا تا کہ اس حد تک نظر آئے گا کہ اہل تشیع اور ان کو لاکھ بڑے بڑے ایک دوسرے کی عبادت گاہوں
 میں ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے نظر آئیں گے اور سب سے مزے کی بات یہ کہ امریکہ آنا چاہا اسکا آسمان وہاں جتنا لاہور اور کراچی، البتہ
 امریکہ کی حققت گندم ہال صفت دل بہارم کے صدائق کھانے سے ایسی بات کی تھی مٹانے کا لاہور ہی مسلسل مشہور و شہر ہے ہوگا، البتہ امریکہ کی گندم
 کا احسان اتارنے کا ایک طریقہ یہ ہے۔ ہم ہونگانی اور بے حیالی میں اپنے خود گلیں ہیں کہ جاتی نہیں دیکھتے، امریکہ کو راضی کر لیں اور یہ وہ
 نئے ان کو ایک سپورٹ کر دیں۔





جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی شوری کا ایک اہم اجلاس

لندن

شوری نے ۱۹ نومبر کو لندن میں منعقد ہونے والے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

12۔ جنوری 2008ء، صحت 2، محرم الحرام 1429ھ، گھڑی کا دن جب طلوع ہوا تو ہزارہ ڈوچان کا میں کا زیریں پر مشتعل اراکین مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک قافلہ جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے مولودے پر جانم۔ مرقعہ، یہ اجلاس انتہائی اہم ایجنڈے پر مشتعل تھا۔ جوئی ٹیکر ریٹ لاہور میں مرکزی ایمر محترم علامہ سید مظہر سعید شاہ کا ملکی مذہب اعلیٰ کی ہدایت پر مرکزی ناظم اہل جماعت اہل سنت پاکستان محترم علامہ سید ربیع حسین شاہ نے بلوایا تھا اور انتہائی دانشمندی اور بہترین فکر کا اثر صلاحیت کے ساتھ مرکزی قائد میں نے اجلاس کے لئے کیجیے جانے والے مختصر سے دعوت نامے میں بھی ایجنڈے کو اس خصوصیت اعزاز والہ طاقت سے ڈھانچ لیا تھا کہ تمام دعوت نامے میں کوئی بے وفائی، الی بات نہیں تھی، مگر چونکہ ملک سے آنے والے ہر شخص جو اجلاس میں شرکت کے لئے آ رہا تھا اس طرح پر غصہ پریشانی اور کبریٰ سچوں کا شمار محسوس ہو رہا تھا کہ نہ جانے آج کیا فیصلہ ہوتا؟ کہیں جو تھی کہ ہزارہ ڈوچان کا قافلہ بھی جب چکوال انٹر چینج سے پام نظر کر رہا تھا تو ناگہانی ناگوار کرنے کے لئے مولودے، مولودہ، گنگ چکوال روڈ کے علم پر واقع ایک سہارے، چار پانچوں والے ہوٹل پر بیٹھا۔ تو ہر شخص اسی صورتحال پر تبصرہ کر رہا تھا کہ جماعت کی مرکزی قیادت نے 9۔ مارچ 2008ء کو کیا قیادت باخبر رہا چلی تھی؟ کسی کا ٹرنس“ کرنے کا اعلان کیا ہوا ہے اور 27۔ دسمبر 2007ء کو پاکستان پیپلز پارٹی کی منتخب برہنہ ستر سے بے نظیر بہنو کو بہنو طور پر خود کو چیلے یا فائیک کے نتیجے میں چال چلی کر دیا گیا ہے۔ پورے ملک میں ہلاک سے پھوٹ پڑے ہیں۔ لاہور اور کراچی کے علاوہ پٹنہ اور میں بھی خود کس حملوں کی واردا تیں آئی ہیں۔ حکومت نے انتخابات کو بھی مؤخر کر کے 18۔ فروری 2008ء کو کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اس اعلان پر بھی خیر چھٹی سی صورتحال ہے اور ٹیکر بھی ایسی ویر بات ماننے لگی ہیں۔ جن کے پیش نظر ان تمام شرکا، اجلاس نے مختصر طور پر ملے کیا کہ سوبہ سرحد کی طرف سے یہ مختصر مطالبہ ہو گا کہ کسی کا ٹرنس مؤخر کر کے کراچی کے قریب منعقد کرنے کا اعلان کیا جائے۔ تمام ایک بے نام اور اہل مجلس نے شرم کا کارواں کو یہ بتا دیا تھا کہ کئی دفعہ یہ ہوا ہے کہ ہم سو فیصد کرسمس اور جاتے ہیں اور اجلاس میں جا کر ہم کچھ اور کہنے لگ جاتے ہیں۔ مگر یہ ملے پڑا کہ سوبہ سرحد کے ناظم اہل اسلام محمد بشیر، نقادری، خیر اور ڈوچان کے امیر شاہد کمال ناظمی اور علامہ حافظہ عمر قادری سعیدی سوبہ ہائی نیف آرمڈ فورسز سوبہ سرحد جیسے بلند پایہ لوگ اپنا مؤقف وہاں پر مکمل کر جان کریں گے۔ یہ طبعہ وہاں تھی کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر بھی سچوں میں غلطیوں کا حق جن میں ایک کئی نام شخص بھی تھا جو کہ چار پانچ خانہ داری، جماعت، عالی رتبے اور ملکی استقامت کے خالے سے اس قافلہ میں ہے کہ اسے بڑے لوگوں میں بڑھ کر منتظر کرنے یا اس پر سوچے کا ملکی کام کج طریقے سے کر کے کسی ایک سر ہاتھ کے اعتبار نے اسے احتجاج کر دیا تھا کہ مرکزی انتظامیہ اور مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں بھی وہ بڑھ کر تھا اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر اعتبار کر لیتا ہے اور اسے اپنا نائب یا کر لیں، نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کی دیکھائی بھی کرتا ہے اس کی اصلاح کا اور بھی اسی کے پاس ہوتا ہے اور اس کی سچوں کو مثبت، صحابہ کی طرف موڑنا بھی اسی کی ذمہ داری ہے کہ کمال ہوتا ہے دہلی لے کر یہ تمام شخص بھی سوچ رہا تھا کہ یہ محرم الحرام شروع ہو گیا ہے اور ملکی طرف دہشت کو ٹیوں نے دہلی تھی اور امام حسین علیہ السلام کے لئے کھل چکے تھے اور ان کی کا ٹرنس کی تجویز ایک سید زبیر اور امام حسین علیہ السلام کے اس سخت جگر نے دی ہے جس کی ریش مبارک کو دیکھ کر آستان عالیہ شوریٰ شریف اہل آباد کے ایک سرور قلم سید غلام مصطفیٰ شاہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دوا لگی مبارک مجھے سوا لیں چاہے پیر، انور دیکھی آتی ہے، دیکھی اور دیکھی آتی ہے، دیکھی اور دیکھی آتی ہے اور ناظم الحروف کے سامنے وہ حضور قبلہ سید ربیع حسین شاہ کی دہلی مبارک پر آخری ایام میں بھی بوسہ دینے نظر آتے تھے، تو کیا آل رسول کی دعوت مؤخر ہو جائے، جبکہ مرکزی ناظم اہل یہ بھی فرماتے نظر آئے کہ اس کا ٹرنس کی حکومتی کرنے یا منعقد کرنے کا فیصلہ مرکزی شوریٰ خود کرے کی اور ٹیکر وہ وقت آیا کہ جب سوبہ سرحد کا قافلہ اجلاس میں پہنچا تو اجلاس بھر پر شرکت سے حضور قبلہ سید مظہر سعید کا ملکی شاہ کی صدارت میں جاری تھا اور مرکزی ناظم اہل مجلسی مہدوں اور ان کی ذمہ داریوں پر منتظر رہا ہے تھے جس سے یہ تاثر ابھر رہا تھا کہ وہ اس مرتبہ اپنے نائب ناظمین سے بھی اور دیگر مہدی امان سے بھی کجی کام لینا چاہتے تھے۔ وہ ناظمین، ناظمین خدمت مطلق اور سوانی ذمہ داران کے علاوہ بریل پر مہدی اہل کو یہ بیجا فہم دے رہے تھے کہ وہ اپنی تنظیمی ذمہ داریوں کو سمجھیں کہ ان کی ادائیگی کا اہتمام کریں بھر شاہ کی کی منتظر رہنے رہے، موزوں انہوں نے فرمایا کہ ملکی حالات حاضرہ پر منتظر کر کے جاتے رہتے ہیں، شرم کا، اجلاس کی خود ہی نرمائی کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا کہ ملکی حالات اگرچہ بہت خراب ہیں مگر ہم فیصل آباد کی ملکی کا ٹرنس ختم کر کے پہلے ہی احساس ندامت سے دوچار ہیں۔ ہم کب تک امن کا انتظار کرتے رہیں گے؟ اس بات کی کیا کارائی ہے کہ جب ملکی کا ٹرنس کی کی تاریخ نامی جانے کی تو کیا اس وقت ماحول سازگار ہو گا۔ انہوں نے پوچھا کہ جن لوگوں پر حملے ہو رہے ہیں کیا انہوں نے اس عوامی اجتماعات ختم کر دیئے ہیں؟ یہ حکومت نے سب رکاوٹیں ڈالیں ہزاروں کی ہیں؟ اور کیا صرف ہم ہی رہ گئے ہیں کہ ہم حکومتوں کے ساتھ یک طرفہ تعاون کی پالیسی ہی جاری رکھیں؟ انہوں نے اعلان

[illegible]



مے وہ سبھی کے لیے ہے
مے وہ سبھی کے لیے ہے

سائبر ایجوکیشن

یورپ میں اسلام قبول کرنے والے جرمن دور دوسرے یورپی ممالک کے مشابہت کر بلا کی حامل ہیں شریک ہوتے ہیں اور اپنے مکرمل میں شریک کر تقسیم بھی کرتے ہیں۔ کبھی فرض کمال بیت کے شہداء کی یادوں میں کھانا پختہ کچھ کر یا احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاندان رسول کی ہمت میں کتنی برکت رکھی ہے اس لئے کہ قبول اسلام سے پہلے یورپ والے جو گھراے مسلمان کو کھانا کھانا خود رو کی بات ہے کافی اور ہاتھ بھی بڑی مشکل سے ہی پچھتے ہیں لیکن ماحضہ کے موقع پر یا ختمات اہل بیت کی کرامت اور فیضان کا منہ دانا ثبوت ہیں۔ خاندان رسول کی غفلتوں کا چرچا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہے گا۔ قرآن مجید اور احادیث کی ترہان سے صادر ہونے والے غفلت اہل بیت پر دور کے لئے رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان غفلتوں کو کمالات کے ساتھ توجہ مصطفیٰ کی عظیم قربانوں کی داستان امت مسلمہ کے لئے قابل فراموش ہے۔ اس لئے کہ ہر اعزاز سے اسلام کو توجہ اور فروغ دینے میں اہل بیت کی مثال نہیں ملتی۔ اس کی واضح مثال امام حسن پاک علیہ السلام انوں کو قتل و عارت سے بچانے کے لئے خلافت سے مصطفیٰ ہو جانے اور امام حسین پاک علیہ السلام کا شریعت مطہرہ کے مسئلہ اصولوں کے قیام کے لئے اپنی ہڈی اور اپنے خاندان کی قربانی پیش کرنا ہے۔ امام باقر علیہ السلام کی قربانی نے دینی دنیا تک نہ پہنچا ہوا ہے کہ جان جاتی ہے جلی جائے لیکن حق کے اصولوں پر سورے بازی نہ کرنا اور عین اسلام پر اپنی گرفت (مصلحت) نہ ہونے دو۔ باطل نظام کو قبول نہ کرنا طاعون فقر و شیطانی قوتوں کے خلاف برسر پیکار ہو جانے کا شریعت مطہرہ کے حلال کو حرام میں اور حرام کو حلال میں تبدیل نہ ہونے دو۔ میر کو پچا شیعوہ بنائے رکھو، قرآن سے حق کفر نہ ہونے دو، گلوادوں کے سامنے میں بھی قیام صلوات کے پابند ہو، باطل کی حکومت قبول نہ کرنا، امام اسلام اور امام مصطفیٰ کی کو اپنی دینی منزل جانے رکھو۔

چودہ سو سال تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ کسمپرسی سے لے کر اب تک امام حسن علیہ السلام اور شہداء کر بلا کی قربانوں کو سراہا جاتا رہا ہے اور اسلام مقصدات میں لیا جاتا رہا ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ تک جاری رہے گا۔

دنیا کے کونے کونے میں اہل بیت اطہار کا فیضان ہے۔ محرم شریف کے مقدس ایام میں حق و باطل کے صفر کر بلا کی یادیں اپنے صروح پر ہوتی ہیں۔ کوئی خلافت کر کے، کوئی عظمت اہل بیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر کے، کوئی جزیہ یوں کے عظم و حتم کی مذمت کر کے، کوئی قسم دلا کر کوئی فقر تقسیم کر کے، کوئی پانی کی سبیل کا کر کو یاہ کوئی اپنے اپنے انداز سے شہداء کر بلا کی یاد میں خدانہ مقصدات پیش کرتا ہے۔

یورپ کے مختلف ممالک انگلینڈ، فلگنم، آسٹریا، اٹلی، ہالینڈ، اٹلی، جرمن اور دیگر ممالک پر شہداء کر بلا کی یادوں میں محافل کا انعقاد ہر سال ہوتا ہے۔ اٹلیت کارڈ کی پاکستانی مسجد میں شیخ منیر احمد سید خرم شاہ اور ان کے رفقاء نے محفل شہداء کر بلا کا اہتمام کیا۔ جہاں حال ہی میں دوبارہ تعمیرات اسلام آباد پلڈی کے فارغ التحصیل علامہ محمد الیاس صاحب پاکستان سے جرحی تشریف لائے ہیں۔ دوبارہ تعمیرات اسلام آباد سے فارغ ہونے والے علامہ کرام علوم اسلام آباد (دوس نکھائی) کے ساتھ پلڈی سے طرزی ذکری حاصل کر کے ملک اور بیرون ملک اپنی خدمات کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ فضائل اہل بیت کے حوالے سے مولانا محمد الیاس صاحب کی زیر سرپرستی پہلی محفل کا اہتمام ہوا۔ محفل کے آغاز میں شہداء نے قرآن مجید کی تلاوت اور درود شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ محمد تقی اقبال نوری نے نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ علامہ محمد الیاس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نہایت کاوار و عار اہل بیت سے صحبت میں ہے۔ شہداء کر بلا کا بیظام یہ ہے کہ ہر دور کے بڑے کولکارا جاتے اور اپنا حق، حق اور دین قربان کر کے آقا علیہ السلام کے دین کے علم کو بلند کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ واریت کے طوفان اور مقصد کی آغوشوں نے ہمیں اس انداز سے گھیر لیا ہے کہ آج امت مسلمہ میں یہ عرض بھی بڑھتا جا رہا ہے کہ اہل بیت کی ہمت کا نہ کر دہنے والوں کو غیر متشی تا لیل لکھو یا جاتا ہے۔

کرتی عی ربہ کی پیش شہادت حسین کی

آزادی حیات کا یہ سرمدی اصول

چند جائے کس کے سر تیا نئے کی تک یہ

لیکن جزیہ یوں کی اطاعت نہ کر قبول

میں جامع مسجد صوفیاء میں محفل عظمت اہل بیت میں اسامہ احمد نوری علی شاہ، نو شیراں علی، محمد عمران، محمد اقبال خان اور محمد عویدہ بٹ نے تلاوت اور بارگاہ رسالت میں نعت شریف اور بارگاہ حسین میں منقبت پیش کی۔ راقم نے مقول لا استسلمہ علیہ اجرا الامور دافعی القرمسی کی روشنی میں اہل بیت کی غفلتوں کا تذکرہ کیا۔ جمعہ علی مصطفیٰ قاضی اور محسن قاضی نے جرمن زبان میں خطاب کا ترجمہ کیا۔ محفل میں اہل بیت سے صحبت کرنے والے مرد و عورتوں نے کلمہ لکھا، میں شرکت کی۔ آخر میں محمد نور علی خان اور ان کے ساتھیوں نے شرفاء کی خدمت

میں نظر رکھتی تھیں کیا۔

ہم سے نہ رقم ہوں گے قہید سے بڑے کے
ہم لوگ تو حسین کے سیرت نگار ہیں

اسی طرح فریڈنگفٹ میں سید پارون شاہ و مولانا عبدالواحد اور مولانا صدیقی مصطفائی نے ملتم شہدائے کربلا کی محفل سے خطاب کیا۔ محفل کے بعد فریڈنگفٹ سے ملحق شیراز میں پارٹ میں ایک اور مسجد و مدرسہ کے لئے جگہ رکھی گئی، یاد رہے کہ افغان پارٹ میں کافی عرصہ سے ایک اہل سنت کے مرکز کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ ویس پارٹ میں ملحق عمران سعید، نعیم بزرگ میں قاری محمد غیب سیالوی، بریلین میں صاحبزادہ حاجد حسین شاہ نے اور ہالینڈ کے شیراز کانسٹراوم میں مولانا سجاد گامری نے محافل شہدائے کربلا میں خطاب کیا۔ انکی محفل میں راجہ خادم حسین نے اپنے گھر میں محفل پاک کا انتظام کیا۔



جامعہ اہل سنت ملتان ڈویژن

کارتہیقی کنونشن اور عظیم الشان امن کانفرنس

ادی اہل سنت و جماعت

[illegible]

آجکل

اب تو فیشن کی بدولت درہائی عام ہے
 ہے پری چہ جہائی تو میاں حکام ہے
 وسعت شعور میں تو بھی آتے ہیں انکر
 شگنی پتلون میں صین انہیں آرام ہے
 طقت نور ، راشی ، خانی ، سنگر اور ہے
 مولوی بچارہ بچی طقت میں وہام ہے
 مولوی جدے میں مسرہ قص میں آیا انکر
 " پاتا دینے ہے اور " نیا وہام ہے
 مولوی تو اپنے کمر میں حاکم ، خدم ہے
 اور اب تو دینے شور بندہ ہے وہام ہے
 آجکل کی رہنمی ہے نام ہی کی رہنمی
 صبح بھا چاتی ہے وہ حقیقت نام ہے
 اپنے دل میں صحت ہے اُن کی زبان پر شرک ہے
 اپنا اپنا ہے عقیدہ اپنا اپنا نام ہے
 ذکر مت سکھ نہیں غلط ہے محبوب کا
 نوبی دعت کسی کو کوشش وہام ہے
 وہاب حق کا کرشمہ ہے " حق حق " دیکھ
 دیکھتے ہی تھر کو باطل لرزہ بر وہام ہے

